SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, November 13,1991

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Mr. Presiding Officer (Dr. Muhammad Rehan) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم الله الرحمن الرحیم

واذا قرئ القران فاستمعو اله و انصتو العلکم ترحمونO واذ
کرربک فی نفسک تضر عا و خیفة و دون الجہر من القول
بالغدو والا صال ولا تکن من الغفلینO ان الذین عند ربک لا
یستکبرون عن عبادتہٖ ویسبحونه وله یسجدونO

(سورہ الانفال)

ترجمہ، اور جب قرآن پڑھا جائے تو توجہ سے سنا کرو اورخاموش رہا کرو تاکہ تم پررحم کیا جائے اور اپنے پروردگار کو دل ہی دل میں عاجزی اور خوف سے اور پست آواز سے صبح و شام یاد کرتے رہو اور دیکھنا غافل نہ ہونا۔

جو لوگ تمہارے پروردگار کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے گردن کشی نہیں کرتے اور اس پاک ذات کو یاد کرتے اور اس کے آگے سجدے کرتے رہتے ہیں۔

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, November 13,1991

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Mr. Presiding Officer (Dr. Muhammad Rehan) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم الله الرحمن الرحیم

وانا قرئ القران فاستمعو اله و انصتو العلکم ترحمونO واذ
کرربک فی نفسک تضر عا و خیفة و دون الجہر من القول
بالغدو والا صال ولا تکن من الغفلینO ان الذین عند ربک لا
یستکبرون عن عبادتہٖ ویسبحونه وله یسجدونO

(سورہ الانفال)

ترجمہ، اور جب قرآن پڑھا جائے تو توجہ سے سنا کرو اورخاموش رہا کرو تاکہ تم پررحم کیا جائے اور اپنے پروردگار کو دل ہی دل میں عاجزی اور خوف سے اور پست آواز سے صبح و شام یاد کرتے رہو اور دیکھنا غافل نہ ہونا۔

جو لوگ تمہارے پروردگار کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے گردن کشی نہیں کرتے اور اس پاک ذات کو یاد کرتے اور اس کے آگے سجدے کرتے رہتے ہیں۔

Mr. Presiding Officer (Dr. Muhammad Rehan): Yes, please Mr. Muhammad Ali Khan.

MOTION UNDER RULE 236.

Mr. Muhammad Ali Khan: Mr. Chairman, I beg to move that under Rule 236 of the Rules of Procedure and conduct of Business in the Senate, 1988, the requirement of Rule 38 of the said rules regarding Question Hour be dispensed with and the printed questions and their replies laid on the table may be taken as read.

Mr. Presiding Officer: Mr. Manzoor Ahmed Gichki on point of order.

جناب منظور احمد گچکی۔ جناب والا! اس ہاؤس کی یہ پریکٹس ہوتی جا رہی ہے کیونکہ basically Question Hour ممبران سے متعلق ہوتا ہے اور ممبران وزراء سے پوچھتے ہیں لیکن ہم نے ہر سیشن میں دیکھا ہے کہ لیڈر آف دی ہاؤس موو کرتے ہیں کہ Question Hour suspend کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی صحیح طریقہ کار نہیں ہے میں آپ سے گزارش کرتا ہوں اور معزز رکن سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ ہاؤس کی کارروائی کو ایجنڈے کے مطابق چلایا جائے ۔ یہ کوئی صحیح پریکٹس نہیں ہے کہ ہر روز Question Hour suspend کیا جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ میرے خیال میں یہ تو کافی دنوں کے بعد ایسا ہوا ہے۔ آج ہاؤس میں ضرورت ہو گی تو میں یہ ہاؤس کو put کرتا ہوں۔

جناب محمد طارق چوہدری۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب اس کی وضاحت تو کر دی جائے آخر اس کی ضرورت کیوں پیش آ رہی ہے بلاوجہ بغیر کسی وضاحت کے آپ نے فرما دیا کہ ہوگی کوئی ضرورت۔ مگر ضرورت ہے کیوں؟ رولز کو suspend کرنے کی فی الواقع کوئی emergency ہے اور ہمارے پاس وقت بھی کم ہے۔ پھر تو کوئی تک بنتی ہے۔

جناب محمد علی خان۔ میرے بھائی گچکی صاحب نے بھی کہا کہ میں عموماً ایسا کیا کرتا

ہوں ان کی خدمت میں آپ کے ذریعے سے یہ عرض ہے یہ معاملہ کبھی کبھار ہوا کرتا ہے جب ہاؤس کے سامنے بہت زیادہ کام ہو اور وقت ہمارے پاس بہت کم ہو کیونکہ ہمارے سامنے legislation کا بہت بھاری ایجنڈا پیش ہے اور یہی چیز ہے جس کے لئے ہم یہاں آکر اکٹھے ہوا کرتے ہیں جہاں تک سوالات کا تعلق ہے ان کے سارے جوابات پرنٹ کئے گئے ہیں اور ممبران صاحبان کے سامنے پڑے ہیں تو یہ عام طور پر یہ چیز نہیں ہوسکتی جب ضرورت پڑتی ہےاور آج کل ہمیں ضرورت ہے کیونکہ ہمارے کافی Bills جو نیشنل اسمبلی سے پاس ہو کر آئے ہیں ان کو ہم نے پاس کرنا ہے لہذا اسی خاطر میں نے ہاؤس کے سامنے یہ عرض کیا ہے۔ ..Now it is for the House to decide ۔

جناب منظور احمد گچکی۔مجھے اجازت ہے میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ جناب والا! جو سوالات دیئے گئے ہیں اور ان کے جوابات پرنٹ ہیں پھر تو ہر روز ایسا ہونا چاہیئے۔ ہوتا یہ ہے جب ہم سوالات دیتے ہیں تو اس لئے دیتے ہیں کہ ہم سپلیمنٹری کریں اور سپلیمنٹری میں تمام چیزیں کھل جاتی ہیں اور مطلب سامنے آ جاتا ہے کہ منسٹر صاحب صحیح بول رہے ہیں یا غلط بول رہے ہیں یا مزید سوالات سے ہر بات clear ہو جاتی ہے یہ کہنا کہ سوالات کے جوابات پڑے ہوئے ہیں تو پھر یہ ہر روز ایسا ہی کریں اور پھر اسی طریقے سے چلاتے ہیں۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر۔ اخونزادہ صاحب۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔میری گزارش یہ ہے کہ جب legislation ایجنڈے پرہو اور زیادہ تعداد میں ہوتو چاہیئے یہ کہ اس کو priority دی جانے اس لئے ہمارے لیڈر صاحب نے یہ move کیا ہے اور یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ یہ frequently ہے وقتاً فوقتاً ہوتاہے یہ پہلی دفعہ ہے کہ ہمارے دوست اس پر اعتراض کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے کبھی اعتراض نہیں ہوا کرتا تھا لیڈر آف دی ہاؤس نے ایک چیز پیش کی ہے انہوں نے approve کیا یہ سوالات آ گئے ہیں اور ان کے جوابات ٹیبل پر ہیں۔

Mr. Presiding Officer: No I will put the motion before the House…

(interruption)

جناب منظور احمد گچکی۔آپ رولنگ دیں گے تو ہم آپ کی اس رولنگ کے خلاف

جناب پریزائیڈ نگ آفیسر۔آپ واک آؤٹ نہ کریں۔

سید اقبال حیدر۔جناب چیئرمین صاحب! میری گزارش صرف اتنی ہے کہ تقریباً تین ماہ کے بعد سینٹ کا اجلاس دانستہ تاخیر سے بلایا جاتا ہے اور اس میں ہمارے اتنے motions, adjournment motions اور question ہوتے ہیں جو pile up ہو جاتے ہیں اب حکومت کی کوشش ہے کیونکہ جمعرات کی شام کو انہوں نے نئے آرڈیننسز جاری کرنے ہیں اور جمعرات کی صبح کو سینٹ کا اجلاس ختم کر دیا جائے گا دو دن کے اندر ڈیڑھ دن کے اندر اپنی جتنی بھی legislation ہو جائے۔ ہمارے privilege motions, adjournment motions اور questions کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا جائے ہمیں یہ رویہ قطعاً نامنظور ہے۔

جناب پریزائیڈ نگ آفیسر۔ اقبال حیدر صاحب ایڈجرنمنٹ موشنز اور پریولجز موشنز کی بات ابھی نہیں آئی ہے question hour کی بات ہے۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن ہاؤس سے واک آؤٹ کر گئی)

Mr. Presiding Officer: Now I put it before the House:-

"That Mr. Muhammad Ali Khan, Leader of the House has moved a motion that under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the requirement of Rule 38 of the said Rules regarding Question Hour be dispensed with and the printed questions and their replies laid on the table may be taken as read."

(The Motion was adopted)

Mr. Presiding Officer: The motion is adopted.

Ch. Abdul Ghafoor: Mr. Chairman, I may be allowed to explain.

Mr. Presiding Officer: Yes, please.

چوہدری عبدالغفور۔ جناب چیئرمین! اپوزیشن نے جو خدشات بیان کئے ہیں کہ جمعرات کو یہ ہاؤس prorogue کر کے گورنمنٹ کوئی ordinance جاری کرنا چاہتی ہے، یہ قطعی بےبنیاد

بےبنیاد ہے بلکہ ہم نے یہ پریکٹس شروع کی ہے کہ آئندہ جب کوئی اہم ضرورت ہو گی تو genuine reason کے ساتھ جاری کیا جائے گا ورنہ ہاؤس میں regular routine کے تحت legislation کی جایا کرے گی۔ جہاں تک Question Hour کی suspension کا سوال ہے میں سمجھتا ہوں ک موجودہ سیشن میں پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے اور کبھی ایسا routine کے طور پر نہیں ہوتا ہے کہ روز آکر Question Hour suspend کیا جاتا ہے بلکہ legislation ہاؤس کے سامنے pending ہے اس کی تکمیل کے لئے اور اس کو چلانے کے لئے آج کے لئے ایک درخواست کی تھی اور ہمارے اپوزیشن کے حضرات نے ہاؤس کے ساتھ کچھ زیادتی کی ہے اور ایسے خدشات کا اظہار کیا ہے ہم ان کی خواہشات اور توقعات پر پورا اترنے کے کوشش کرتے ہیں لیکن کسی وقت گورنمنٹ کو legislation کے لئے ایسے اقدامات لینے پڑتے ہیں اس لئے ہم ان سے گزارش کرنا چاہتے ہیں کہ وہ ہاؤس میں واپس تشریف لائیں اور ان کے بغیر یہ ہاؤس بڑا سونا سونا لگتا ہے وہ واپس تشریف لائیں اور ان کی موجودگی میں انشاء اللہ یہ سارا کام ہو گا۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن ہاؤس میں واپس آ گئی)

جناب پریزائیڈنگ آفیسر۔ بہت شکریہ، چوہدری غفور صاحب، کہ آپ نے یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ جس طرح سے اپوزیشن کے اراکین کو خدشات ہیں، اس طرح سے آپ ہاؤس کا کام نہیں چلا رہے ہیں اس لئے اب تمام محترم اراکین کو مطمئن ہونا چاہیے۔ اب رخصت کی درخواستیں لیتے ہیں۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب پریزائیڈنگ آفیسر۔سید برکات احمد شاہ صاحب، ناسازی طبیعت کی بناء پر مورخہ 12 نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے اس لئے انہوں نے ایوان سے اس تاریخ کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا ان کی رخصت منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریزائیڈنگ آفیسر۔ ملک عبد الواحد صاحب، علالت کے باعث مورخہ 5/4 اور 10 نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے، اس لئے انہوں نے ایوان سے ان تواریخ کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا ایوان ان کی رخصت کی درخواست منظور کرتا ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

پریزائیڈ نگ آفیسر ۔ جناب محمد مختار احمد خان نے اپنی علالت کی بناء پر ایوان سے تین تا چار نومبر اور 10 تا 14 نومبر تک کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا ایوان یہ رخصت کی درخواست منظور کرتا ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

پریزائیڈ نگ آفیسر ۔جناب محمد صدیق کانجو، وزیرمملکت برائے امور خارجہ نے اطلاع دی ہے کہ وہ اسلام آباد سے باہر ہیں، اس لئے ۱۳ اور ۱۴ نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں گے۔

جام محمد یوسف صاحب، وزیر پانی و بجلی نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری مصروفیات کی وجہ سے ایوان میں شرکت نہیں کرسکیں گے۔

PRIVILEGE MOTIONS

Mr.Presiding Officer: Next is privilege motions. The first privilege motion is by Syed Ishtiaq Azhar.

i) RE: MALTREATMENT WITH A SENATOR BY AN OFFICIAL

سید اشتیاق اظہر ۔ میں اپنی بیٹی نجمہ ناز سے ملنے کے لئے باجوڑ ایجنسی کے صدر مقام خار جانا چاہتا تھا جہاں وہ پبلک سکول میں ٹیچر ہیں، میں نے ۲۲ اکتوبر کو پولیٹیکل ایجنٹ باجوڑ عظمت اورکزئی کو فون کیا کہ میں چونکہ کبھی ان علاقوں میں نہیں گیا اور کراچی کا سینیٹر ہوں آپ میری کیا مدد کر سکتے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ آپ دیر اور مالاکنڈ کے راستے آ جائیں چنانچہ میں نے ۲۳ اکتوبر کو پھر فون کیا لیکن وہ موجود نہیں تھے ان کے پرائیویٹ سیکرٹری کو اپنا پروگرام لکھاتے ہوئے بتایاکہ میں ۲۵ اکتوبر کو صبح دس بجے یہاں سے روانہ ہوں گا چونکہ راستے سے نابلد ہوں اس لئے جب مالاکنڈ سے چکدرہ کو مڑوں تو وہاں کوئی آدمی رہنمائی کے لئے مہیا کر دیں گاڑی پر سینیٹر کا بورڈ لگا ہو گا، پہنچنے میں دقت نہیں ہو گی، میں نے کہا کہ میں ۲۵ کی شام کو پی آر او سے ملنا بھی چاہوں گا لیکن افسوس کہ جب میں ۲۵ کے تیسرے پہر خار پہنچا تو عظمت اورکزئی دفتر میں موجود نہیں تھے تو مجھے اپنی بیٹی کے گھر کو تلاش کرنے میں بڑی دقت ہوئی تاہم بیٹی کے گھر پہنچنے کے بعد میں نے ایک آدمی کو اپنا کارڈ دے کر ان کے گھر بھیجا تو بدتمیزی کی کوئی حد نہیں تھی کہ وزیٹنگ کارڈ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور جب میں

نے پی ار او ملنے کے لئے بلوایا تو وہ بھی ۲۶ اکتوبر کو ساڑھے نو بجے روانگی وقت تک ملنے کے لئے نہیں آئی اور میری بیٹی جب خود چل کر پی ار کے گھر پہنچی تو بڑی مشکل کے بعد ریسٹ ہاؤس میں کمرہ مہیا کیا گیا ۔ ایک لحاظ سے یقیناً یہ میرا نجی دورہ تھا لیکن میں نے ان دونوں سے ملاقات کی اس لئے خواہش کی تھی کہ میں خار کے علماء سے اور وہاں کی تبلیغی جماعت کے ارکان سے ملنا چاہتا تھا اس لئے کہ سرحد میں علماء بالعموم دیوبندی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں اور میرا اکابرین دیوبند سے نسبی تعلق ہے اور تبلیغی جماعت کے بانیوں کے مرشد میرے پرنانا تھے اور علاقے کے یہ علماء اور تبلیغی جماعت کے ارکان مجھ سے مل کر فخر محسوس کرتے اور ایک سینیٹر کی حیثیت سے جس کا پورے ملک سے تعلق ہے ، میرے دورہ خار کا یہ رخ میرے لئے ہی نہیں سینٹ کے اعزاز و اکرام کا باعث بن سکتا تھا۔ یہ دونوں حضرات اگر مجھ سے ملتے جس کے لئے میں نے اپنا آدمی بھی بھیجا تھا اور یہ ملاقاتیں اگر وہ کر لیتے جس کی خواہش ملاقات کے وقت ہی کی جاسکتی تھی تو اس سے عوامی رابطے کی اس مہم کا مقصد بھی پورا ہو جاتا جو ایوان بالا کے ہر رکن کے بنیادی دورہ کا مقصد رہا ہے اور ہونا چاہیے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ باجوڑ ایجنسی کے پی ار اور ار پی ار نے میرے پیغام کے پہنچانے کے باوجود بھی مجھ سے ملاقات سے انکار کر کے نہ صرف بحثیت سینیٹر میرا استحقاق مجروح کیا ہے بلکہ ایوان بالا کے اعزاز و اکرام کو بھی زک پہنچائی ہے اور پورے ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے اس لئے ایوان کی معمول کی کارروائی معطل کر کے میری تحریک استحقاق کو ایوان میں پڑھنے اور ایوان میں زیر بحث لانے کا موقع فراہم کیا جائے۔

چوہدری عبدالغفور ـ جناب چیئرمین ! میں اس بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے متعلقہ وزیر آج موجود نہیں ہیں، ان کی درخواست ہے کہ اس کو pending کر دیں۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر ـ میں اسے پڑھے دیتا ہوں۔

سید اشتیاق اظہر ـ جناب والا! میری یہ تجویز تھی کہ میرا یہ privilege motion استحقاق کمیٹی میں بھیج دیا جائے وہاں ساری بات پر غور ہو جائے گا۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر ـ اس بارے میں سردار یعقوب خان ناصر ، وزیر مملکت برائے سٹیٹ اینڈ فرنٹیئر ریجن نے خط لکھا ہے کہ وہ ۱۲ تاریخ کو یعنی آج کی تاریخ کو ایوان

میں حاضر نہیں ہو سکتے ہیں' اور انہوں نے یہ درخواست کی ہے کہ یہ تحریک استحقاق جو ہے یہ defer کی جائے۔

سید عباس شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر' سر اس میں تو کچھ نہیں ہے it should be adimtted because this is a very genuine privilege motion.

جناب پریزائیڈنگ آفیسر۔ متعلقہ وزیر نے تحریری طور پر درخواست کی ہے کہ اسے ڈیفر کیا جائے اس لئے میرا خیال ہے کہ اسے کل کے لئے رکھ لیتے ہیں۔ ٹھیک ہے جی۔

سید اشتیاق اظہر۔ٹھیک ہے جی۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر۔ دوسری privilege motion جو ہے یہ میر نبی بخش ڈومکی صاحب کی طرف سے ہے۔

ii) RE: ALLEGED NON-ISSUANCE OF A LICENCE OF A RIFLE BY THE INTERIOR MINISTER.

میر نبی بخش ڈومکی۔مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۹۰ء کو صدر پاکستان کی طرف سے مجھے اور میرے بھائی سابق سینیٹر حضور بخش ڈومکی کو واہ فیکٹری سے ایک ایک بندوق خریدنے کی اجازت دی گئی تھی۔ ۱۱ مارچ ۱۹۹۱ء کو میں نے وزیر داخلہ کو لائسنس جاری کرنے کے لئے درخواست دی تھی اور کئی بار زبانی درخواست کے باوجود محترم وزیر صاحب لیت و لعل سے کام لیتے رہے ہیں چونکہ میں اس ایوان کا معزز رکن ہوں اور لائسنس میرا استحقاق بنتا ہے اور مجھے نہیں دیا جارہاہے اس سے چونکہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے چنانچہ ضابطہ کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔

جناب پریزائیڈ نگ آفیسر۔ وزیر داخلہ صاحب۔

چوہدری شجاعت حسین۔ جناب چیئرمین! میں جو بات زبانی کہتا رہا ہوں اس کی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ اسلحہ کے لائسنسوں کے اجراء پر وفاقی کابینہ نے نومبر ۱۹۹۰ء سے پابندی لگا رکھی ہے۔ یہ پابندی ۹۰ء سے لگی ہوئی ہے جب سے کیئر ٹیکر گورنمنٹ تھی' اس کے بعد سے کسی بھی ممبر پارلیمنٹ کو لائسنس جاری نہیں کیا گیا اور نہ ہی جاری کیا جاسکتا ہے صرف non-prohibited bore کا اسلحہ جو ہے ۔ ممبر اپنے پاس رکھ سکتاہے بغیر لائسنس کے اور یہ جب

تک کوئی رکن ممبر ہے پارلیمنٹ کا' اپنے ہاں رکھ سکتا ہے۔ میں نے انہیں زبانی بھی یہی گزارش کی تھی کہ یہ مسئلہ ہمیں دوبارہ کابینہ میں لے کر جانا پڑے گا اور کابینہ ہی یہ فیصلہ کر سکتی ہے کہ ممبران پارلیمنٹ کو نیشنل اسمبلی کے ممبران اور سینٹ کے ممبران کو اسلحہ لائسنس دیئے جا سکتے ہیں یا نہیں دیئے جا سکتے ہیں۔ میں پوری کوشش کر رہا ہوں کہ یہ مسئلہ اگلی کابینہ کی میٹنگ میں آ جائے تاکہ لائسنسوں کا اجراء ہو سکے' میں وہاں پر یہ سفارش کر رہا ہوں کہ یہ دینے چاہئیں۔

جناب منظور احمد گچکی۔جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر۔ جی فرمائیے۔

جناب منظور احمد گچکی۔ جناب والا! قاعدے کے مطابق وزیر صاحب یا تو اسے اپوز کریں یا یہ کہیں کہ میں اسے اپوز نہیں کرتا ہوں' ایسے لگ رہا ہے کہ وہ اس مسئلہ کو مزید التواء میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ جو آرمز رولز ہیں ۱۹۲۴ء کے ان کو بھی پڑھ لیں اس میں یہ کہیں نہیں ہے کہ ممبر پارلیمنٹ صرف کہ وہ non-prohibited bore رکھ سکتا ہے according to the schedule No. 1, see Rule 3, persons exempted. اس کے مطابق member of the Parliament can keep any kind of weapon except Cannon and Tarpedo. تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کا یہ کہنا کہ صرف non-prohibited رکھ سکتے ہیں یہ درست نہیں ہے بلکہ یہ exemption جو ہے یہ prohibited bore پر بھی لاگو ہے۔ اس شیڈول میں یہ کہیں موجود نہیں ہے کہ جی ممبر آف دی پارلیمنٹ جو ہے prohibited bore جو ہے وہ نہیں رکھ سکتا ہے۔ بلکہ یہ ہے کہ رکھ سکتا ہے۔ یہ میرا خیال ہے کہ میرے بہت سے معزز ارکان اس سے متفق ہوں گے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر۔جب رکھ سکتا ہے تو لائسنس کی کیا ضرورت ہے۔

جناب منظور احمد گچکی۔جی فرمائیے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر۔جب وہ رکھ سکتا ہے تو------

جناب منظور احمد گچکی۔ لائسنس اس لئے جی کہ ہر جگہ جو ہے یہ تو اس کا ایک privilege ہے کہ چھ مہینے تک جب یہ اسمبلی کا ممبر نہ ہو چھ مہینے تک رکھ سکتا ہے اس کے بعد وہ لائسنس اس کو جاری کیا جائے۔ لیکن اس میں ہوتا یہ ہے کہ اس میں ایک شق ہے کہ اس کو

دوسرا شخص retain کر سکتا ہے یا نہیں اس لئے زیادہ تر وہ لوگ رکھتے ہیں۔ اگر وہ بغیر لائسنس رکھتا ہے تو اس کے جائز وارث یا بیٹے اس طریقے سے اس کو نہیں رکھ سکتے۔ اگر لائسنس یافتہ ہے تب وہ رکھ سکتا ہے اور اس کو وہ دے بھی سکتا ہے اس لئے لوگ apply کرتے ہیں۔ اب جناب یہاں ہزاروں لائسنس جاری کر دیئے گئے ہیں لیکن اگر نہیں دیا جا سکتا تو صحیح ہے۔۔۔۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر۔ڈوگی صاحب! وزیر داخلہ صاحب نے وضاحت کر دی ہے۔

جناب منظور احمد گچکی۔ نہیں جناب والا! پھر یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صدر ملک کا سب سے بڑا منصب پر ہے اگر وہ مطمئن نہ ہو تو وہ واہ فیکٹری سے بندوقوں کے پرمٹ کیوں دیتا ہے ظاہر ہے کہ وہ مطمئن ہے' اگر وزیر صاحب اس میں مطمئن نہیں تو حیرانگی ہے اور اس طرح صدر صاحب کا privilege breach ہوتا ہے اور پورے پاکستان کا ہوتا ہے ہاؤس کا اکیلا نہیں۔

سید فصیح اقبال۔ جناب چیئرمین! جیسے ہمارے معزز ساتھی نے کہا مجھے افسوس ہے کہ جو بھی وقت کی حکومت ہو اسی پارلیمنٹ سے ہی بنتی ہے تو اس کو یہ جواب دینا' یہ تسلی بخش بھی نہیں ہے اور حکومت نے عام لائسنسوں کی طرح اس کا حساب کیا ہے اور جب صدر پاکستان نے یہ کیا ہے اور اس ملک میں یہ practice رہی ہے کہ G-3 واہ میں بنتی ہے تو اس کی اجازت صدر صاحب ہی دیتے ہیں اور ملک کے چیف ایگزیکٹو یعنی وزیر اعظم کو یہ اجازت ہی نہیں ہے جب صدر صاحب دیتے ہیں تو وہ selected لوگوں کو دیتے ہیں ان میں ممبران اسمبلی بھی ہیں پارلیمنٹ بھی اور دوسرے لوگ بھی ہیں اور میں آپ کو بتاؤں کہ جتنے ہمارے serving Generals ہیں یا ریٹائرڈ Generals ہیں وہ باضابطہ ان کے لئے یہ اعزاز ہوتا ہے کہ ایک ہی جگہ تین تین G-3 لائسنسوں کی صدر صاحب سے منظوری لیتے ہیں۔ جب منظوری مل جاتی ہے ان کو تو لائسنس مل گئے میرے ذاتی علم میں ہے کہ سوائے پارلیمنٹ کے ممبران کے علاوہ uniform میں لوگ ہیں جتنے آپ کے bureaucrats ہیں ان سب کو یہ لائسنس مل چکے ہیں اور انہوں نے G-3 لے لئے ہیں اور اب یہ افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے elected اپنے لوگ اپنے بارے میں کیا خیال رکھتے ہیں یہ مسئلہ کیبنٹ کا نہیں ہے یہ ایڈمنسٹریٹو مسئلہ ہے ۔ میرے خیال میں صدر صاحب نے یہ فیصلہ کر لیا ہے تو میرا ہی نہیں بلکہ پورے ملک کا ایک آئینی استحقاق مجروح ہوا ہے اور میں ان کے ساتھ ہوں ان کو اجازت دی جائے جب آپ نے کوئی فیصلہ کیا ہے تو اس دن سے

آپ بند کر دیں لیکن یہ فیصلہ چونکہ فروری میں ہو چکا تھا اس پر یہ اطلاق نہیں ہوتا۔ میرے خیال میں وزیر صاحب جو ممبران کے جذبات سے واقف ہیں اور اسمبلی کے ممبروں کے سلسلے میں کابینہ کے فیصلوں پر اثر انداز نہ کریں یہ کوئی بھی فیصلہ ہو گا تو پھر انشاء اللہ پارلیمنٹ سے ہو گا اور پھر جو پارلیمنٹ والے فیصلے کریں گے تو ہم مانیں گے۔

چوہدری شجاعت حسین۔ جناب والا! مجھے اگر اجازت دی جائے تو میں بحث کو ختم کروں گا۔ بحث کو دوسری طرف لے جانے سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا میں نے پہلے بھی یہ گزارش کی تھی کہ یہ فیصلہ کابینہ نے کیا تھا اور اس کو کابینہ ہی بدل سکتی ہے اس لئے میں نے معزز ممبران سے یہی گزارش کی تھی کہ میں آئندہ کیبنٹ میٹنگ میں اپنی طرف سے بھی اور اگر آپ بھی حکم فرمائیں گے تو ہاؤس کی طرف سے بھی یہی چیز سامنے آ رہی ہے کہ ممبران پارلیمنٹ کو لائسنس دیئے جائیں جو اسلحہ ان کو دیا جاتا ہے تو صدر صاحب کی جانب سے تو اس کے علاوہ بھی لیکن یہ فیصلہ کیبنٹ کے پاس ہی لے جانا پڑے گا اور وہی اس کو کر سکتی ہے۔ سفارش آپ کر سکتے ہیں۔

ایک معزز رکن۔ Exemption آپ کس کو اور کس طرح دیتے ہیں؟

چوہدری شجاعت حسین۔ جناب اس کی وضاحت یہ ہے کہ exemption صرف قانون کے مطابق صرف non-prohibited bore کی ہے وہ میرے پاس موجود ہے صدر پاکستان، مسلح افواج کے سربراہ، گورنر، چیئرمین سینٹ، سپیکر قومی اسمبلی، مرکزی اور صوبائی وزیر، ممبر پارلیمنٹ یہ بھی جناب دوران اپنے ممبری کے اور اس کے چھ ماہ تک رکھ سکتے ہیں۔ اس طرح چیف جسٹس، ممبر بورڈ آف ریونیو اور دوسرے حضرات کے متعلق exemption صرف non-prohibited bore ہی کی ہوتی ہے لیکن prohibited bore کے متعلق exemption نہیں۔

جناب عالم علی لالیکا۔ جناب میں وزیر داخلہ صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ جس شق کا ابھی انہوں نے حوالہ پیش کیا ہے وہ بجا ہے غیر ممنوعہ بور کے اسلحہ کے لائسنس کے لئے اسلحہ کمپنی کو اجازت ہے ممبران پارلیمنٹ کو دوران ممبر پارلیمنٹ کے ہوتے ہوئے اور ان کے چھ ماہ بعد تک، اور یہ سہولت ممنوعہ بور کے لئے نہیں ہے لیکن جناب والا! ایک بات میں عرض کروں گا کہ ساتھ ہی ساتھ جب ممبران سینٹ منتخب ہوئے تھے ہمیں پروفارما ملا تھا اور اس میں ہمارے privileges لکھی تھیں کہ

اس میں ایک غیر ممنوعہ بور اسلحہ' اور ایک ممنوعہ بور کا امپورٹ کرنے کی اس میں اجازت لکھی تھی یہ ممبران پارلیمنٹ کر سکتے ہیں۔ اب جناب والا! جہاں تک سوال کابینہ کا ہے کابینہ کے ممبران کوئی سپر انسان نہیں ہیں وہ ہم ہی سے ہیں ایک اردو کا ضرب المثل ہے جناب والا! کہ "رانی کو رانا پیارا ہے اور کانی کو کانا پیارا ہے" ، اگر ان کی جانیں بڑی قیمتی ہیں اتنی ارزاں ہماری جانیں بھی نہیں ہیں کہ ہم بےسروسامانی کے عالم میں مارے جائیں۔ ہم ان سے اتفاق کرتے ہیں کہ ان کو تو سرکاری گن مین بھی مل جاتے ہیں ان کو تو کلاشنکوفیں بھی مل جاتی ہیں ان کے پاس تو اپنی کلاشنکوفیں بھی ہیں یا تو یہ کہہ دیں کہ کلاشنکوف کلچر کے مجرم ہم ہی ہیں اس ملک میں غنڈہ گردی سینٹ اور اسمبلی کے ممبران ہی کر رہے ہیں جرائم سب ہم ہی کر رہے ہیں تو پھر ہم یہ مطالبہ withdraw کرنے کو تیار ہیں اور اگر یہ مسئلہ کابینہ میں ہی اٹھایا جانا ہے تو یہ اپنی کلاشنکوفیں رکھ دیں ہم یہ مطالبہ نہیں کریں گے جب فیصلہ ہو جائے تو یہ بھی اٹھا لیں اور ہم بھی اٹھا لیں۔ ان کے گھنے کیسے گراں ہیں اور ہمارا خون کیسے ارزاں ہے--------

مولانا عبدالستار خان نیازی۔جناب "کانا" غیر پارلیمانی لفظ ہے حذف کیا جائے۔

جناب عالم علی لالیکا۔ جناب یہ ایک ضرب المثل ہے یہ اردو کی ضرب المثل ہے میری اپنی نہیں ہے۔

مولانا عبدالستار خان نیازی۔ ہم آپ کو "کانا" نہیں سمجھتے۔

جناب عالم علی لالیکا۔ آپ" کانے" سے بھی زیادہ ہمیں مجرم سمجھتے ہیں۔ ہمیں بدکار سمجھتے ہیں ہمیں اس قابل نہیں سمجھتے کہ ہم اپنا دفاع sophisticated weapon سے کر سکیں ویسے تو ہمارا ایمان و عقیدہ ہے کہ موت و زندگی اللہ تعالیٰ کے بس میں ہے۔ لیکن بےسروسامانی کے عالم میں مرنا ہم قطعاً گوارہ نہیں کریں گے اور ہم جب وزراء کی فوج ظفر موج کو دیکھتے ہیں اور کلاشنکوف اٹھائے پھرتے ہیں ہم نے کیا جرم کیا ہے ہم بھی تو دو دو تین تین لاکھ لوگوں کے نمائندے ہیں۔ ہماری جانیں بھی اتنی ہی گراں ہیں جتنی ان کی گراں ہیں۔

جناب منظور احمد گچکی۔جناب والا! یہ تھری ناٹ تھری جو اس میں mention ہے کیا یہ ممنوعہ بور ہے یا غیر ممنوعہ بور ہے؟

جناب پریزائیڈنگ آفیسر ۔وہ ممنوعہ بور ہوتا ہے۔

جناب منظور احمد گچکی۔ پھر یہاں کیسے؛ یعنی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ غیر ممنوعہ بور کی اجازت ہے تو یہاں غیر ممنوعہ کی بات ہی نہیں ہے تھری ناٹ تھری ہے۔ that is a prohibited bore and you can keep that weapon تو کیسے کہتا ہے کہ غیر ممنوعہ ہے-----

سید عباس شاہ۔ جناب وزیر صاحب بتائیں کہ کب تک کیبنٹ میں لے جائیں گے اور تب تک یہ موشن pending کر دیں۔

جناب عالم علی لالیکا۔ جناب والا! بات تو سیدھی سی ہے کہ اگر ان کی جانیں گراں ہیں تو ہماری جانیں ارزاں نہیں ہیں ہمیں بھی sophisticated weapon ملنے چاہئیں تاکہ ہم اپنا دفاع کر سکیں یا ہمیں یہ مجرم قرار دے دیں کلاشنکوف کلچر کے موجد قرار دے دیں تو ہم خاموش ہو جائیں گے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر۔جناب حافظ حسین احمد صاحب' آپ کو بھی ضرورت پڑتی ہے۔

حافظ حسین احمد۔ بالکل جی۔ جناب گزارش یہ ہے کہ جس طرح چوہدری صاحب نے فرمایا ہے کہ کابینہ کا فیصلہ ہے تومیں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کابینہ کے فیصلے کا اطلاق وزراء اور مشیران گرامی پر بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ ہماری معلومات یہ ہیں کہ ان کو انہوں نے لائسنس جاری کردیئے ہیں۔

چوہدری شجاعت حسین۔ جناب میں کہتا ہوں کہ کسی کو جاری نہیں کیا گیا۔ میں جناب عالم علی لالیکا صاحب سے پوچھوں گا کہ ان کے پاس کتنے لائسنس ہیں؟

جناب عالم علی لالیکا۔ جناب والا! میرے پاس اس وقت بارہ لائسنس ہیں اور میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ان بارہ لائسنسوں کو بے کار اور غلط سمجھتا ہوں جن لوگوں کو دینے چاہئیں ان کو یہ دیتے نہیں جن سے لینے چاہئیں ان سے لے سکتے نہیں ان حالات میں ہم کہاں جائیں گے کیا کریں گے میرے پاس جناب بارہ لائسنس ہیں comentional weapon کے' ایک دشمن میرے سر پہ کلاشنکوف لے کر آ گیا اور وہاں میری 12 بور رائفل کیا کرے گی وہاں میرا ریوالور کیا کرے گا کیا بات کرتے ہیں جناب والا!

جناب پریزائیڈنگ آفیسر۔ میر ے خیال میں جن خیالات کا اظہار ممبران صاحبان

نے کیا تو وزیر داخلہ صاحب نے بھی کہا کہ وہ اس پر غور کر رہے ہیں تو اس موشن کو پریولج کمیٹی کے حوالے کر دیتے ہیں۔ اب ایڈجرنمنٹ موشن کی طرف آتے ہیں۔ پہلا ایڈجرنمنٹ موشن ہے طارق چوہدری صاحب کا۔

On the running away of one Akram Bangali from Police custody.

ADJOURNMENT MOTIONS

i) RE ALLEGED RUNNING AWAY OF AKRAM BANGALI FROM POLICE CUSTODY.

جناب محمد طارق چوہدری۔ جناب والا! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ عوامی اہمیت کے حامل اس قومی مسئلے کو فوری طور پرزیر بحث لایا جائے اسلام آباد پولیس کی نااہلی کی وجہ سے ڈاکے اور قتل میں ملوث ایک گروہ کا سربراہ اکرم نامی بنگالی پولیس کی حراست سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا ہے یہ انتہائی تشویشناک اور فوری اہمیت کا مسئلہ ہے جسے اس ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر۔وزیر داخلہ صاحب۔

چوہدری شجاعت حسین۔ میں اسے oppose کروں گا اور ان سے یہ بھی پوچھنا چاہوں گا کہ یہ اطلاع انہوں نے کہاں سے لی تھی اگر وہ اخبار کا حوالہ بتا دیں تو میں ابھی اس کی وضاحت کر دوں گا۔

جناب محمد طارق چوہدری۔جناب والا! شکریہ' ظاہر ہے کہ میرے کوئی خفیہ ذرائع نہیں ہیں جتنے بھی خفیہ ذرائع ہیں وہ وزیر داخلہ کی دست برد میں ہیں۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر۔ دست برد میں نہیں دسترس میں۔

جناب محمد طارق چوہدری۔نہیں جناب دست برد میں نے سوچ سمجھ کر کہا ہے یعنی دسترس سے آگے بڑھ کر جو کچھ ہوتا ہے میرا اشارہ اس کی طرف ہے تو وہ انہی کے پاس ہیں میری اطلاع اخبارات کے ذریعے سے ہےاور اخبار کی کاپی یقینی طور پر لگی ہوئی ہے چیئرمین کے پاس جو فائل ہے اس میں لگی ہوئی ہے۔

چوہدری شجاعت حسین۔ ہمیں کاپی نہیں دی گئی نہ ہی اس میں کاپی کا ذکر ہے ۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر ۔وہ وزیر داخلہ صاحب فرما رہے ہیں کہ ان کو اس کی کاپی نہیں ملی ہے۔

جناب محمد طارق چوہدری۔ وزیر داخلہ کو کاپی دینا میری ذمہ داری نہیں ہے۔

چوہدری شجاعت حسین۔ اگرچہ کاپی نہیں ملی لیکن اس کے باوجود میں اس کاجواب دے دیتا ہوں۔ جناب والا! اس تحریک کی مخالفت کرتے ہوئے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ سات تاریخ کو پولیس کو ایک رپورٹ ملی کہ اصغر علی عابدی نامی شخص کے گھر سے خاص ڈیپازٹس سرٹیفکیٹس کی چوری ہوئی اور ایک ابوالکلام نامی بنگالی کو گرفتار کیاگیا اور اس کے قبضے سے یہ تمام سرٹیفکیٹس برآمد کر لئے گئے ابوالکلام نے انکشاف کیاکہ اس جرم میں دو اشخاص محفوظ الرحمان اور محمد اکرم بنگالی، جس کا یہ ذکر کر رہے ہیں، وہ شریک تھے یہ دونوں شخص اس وقت پولیس کو مطلوب ہیں اور اشتہاری مجرم قرار دیئے جا چکے ہیں اس لئے یہ کہنا کہ گرفتاری کے بعد یہ بھاگے ہیں تو میرا خیال ہے یہ درست نہیں ہے ابھی تک ان کو پکڑا ہی نہیں جا سکا اور یہ اشتہاری مجرم بھی قرار دیئے جا چکے ہیں تو میرا خیال ہے کہ اس کے اوپر وہ زور نہ دیں تو زیادہ مناسب ہو گا کیونکہ میں نے انہیں حقیقت بتا دی ہے اس میں یہ حقیقت ہے۔

(اس مرحلے پر جناب چیئرمین نے کرسی صدارت سنبھالی)

جناب چیئرمین۔ میرے خیال میں تحریک التواء پر بات ہو رہی ہے۔

چوہدری شجاعت حسین۔وضاحت ہو گئی ہے جناب۔

جناب چیئرمین۔وضاحت ہو گئی ہے۔ So, this is disposed of ۔

جناب محمد طارق چوہدری۔ جی ہاں ، وزیر داخلہ صاحب فرما رہے تھے اور یہ کہتے ہیں کہ ان کو پکڑا ہی نہیں گیا تھا لہذا جب یہ پکڑلیں تو پھر نئے سرے سے بات ہو گی۔

Mr. Chairman: Disposed of as not pressed.

جناب عبدالرحیم مندرخیل۔ جناب والا ! میں نے چار نومبر کو ایک تحریک التواء پیش کی تھی کوئٹہ کے واقعات کے بارے میں ۱۰، ۱۱ اکتوبر کو کوئٹہ میں ایک تنظیم بی این ایم نے

جناب چیئرمین۔ عبدالرحیم صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے' پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے وہ بتائیں ۔

جناب عبدالرحیم مندوخیل ۔ جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میری قرارداد ۱۵۷ جو ہے اس کے متعلق آپ نے مجھے یہاں اطلاع دی ہے کہ وہ in-admissible ہے تو اس حوالے سے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ وہ تو دفتر میں ہی بات ہو سکتی ہے ایوان میں تو نہیں ہو سکتی ' یہ ہماری روایت ہےاور precedants بھی یہی ہیں کہ اگر دفتر میں کسی چیز کو in-admissible قرار دیا جاتا ہےتو you are welcomed to see me in my Chamber ہم discuss کر لیتے ہیں آپ مجھے convince کرلیں میں آپ کو convince کرنے کی کوشش کروں گا۔

جناب عبدالرحیم مندوخیل۔ میں آپ کے سامنے یہ عرض کروں کہ یہ جناب والا! in-admissible نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ آپ کی بات شاید درست ہو لیکن اس ایوان میں یہ ڈسکس نہیں ہو سکتا۔

جناب عبدالرحیم مندوخیل۔جناب والا! مجھے اس پرافسوس کرنا پڑے گا کہ صوبائی اسمبلی میں ہم پیش کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ in-admissible ہے۔

جناب چیئرمین۔آپ میرے پاس آ جائیں 'بات کر لیتے ہیں۔

جناب عبدالرحیم مندوخیل۔جناب میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ہزاروں لوگوں کو مارا گیا پیٹا گیا۔

جناب چیئرمین۔آپ آج سیشن کے بعد آ جائیں اس کو ڈسکس کر لیتے ہیں اگر آپ کی بات درست ہوئی تو لے آئیں گے۔

جناب عبدالرحیم مندوخیل۔تو پھر جناب والا! چونکہ ایک دن باقی ہے۔

جناب چیئرمین۔ آپ آئیں تو سہی ڈسکس تو کرلیں ہماری تو اس وقت ۱۰۰ کے قریب میرے خیال میں تحاریک التواء ہوں گی بلکہ ۲۰۰ تحاریک التواء پڑی ہوئی ہیں۔

جناب عبدالرحیم مندوخیل۔ لیکن میری تحریک التواء تو اپنے نمبر پر آ رہی ہے اپنے نمبر پر آئی ہے آپ نے اس کو in-admissible قرار دیا ہے۔

جناب چیئرمین۔ دیکھیئے یہ معاملات ایوان میں نہیں اٹھائے جاتے۔ آپ مہربانی کر کے میرے دفتر آ جائیں وہاں بیٹھ کر ڈسکس کر لیتے ہیں رولز بھی سامنے رکھ لیتے ہیں وہ چٹھی بھی سامنے رکھ لیتے ہیں اور فیصلہ کر لیتے ہیں اس میں کوئی ایسی بات نہیں ۔

جناب عبدالرحیم مندوخیل۔ آپ کا شکریہ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ میں نے دو دن ہوئے دو تحاریک التواء دی تھیں وہ دونوں تحاریک بڑی اہم تھیں پیپلز پارٹی کی شریک چیئرمین جو سندھ میں زہر اگل رہی ہے اور تین prong attack اس نے فنانس میں، باہر کے ممالک میں اور پریس میں یہاں شروع کئے ہیں اس کے متعلق میں نے تحاریک دی ہیں اور آپ نے اسے قتل کیا ہے میں اس پر پروٹسٹ کرتا ہوں یہاں ایوان میں لے آتے ان کو ڈسکس کرتے پھر ہاؤس بے شک مسترد کر دیتا۔

جناب چیئرمین۔ آپ سے بھی یہی درخواست کرتا ہوں آپ وہاں آ جائیں ڈسکس کر لیتے ہیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ میں اپنا پروٹسٹ رجسٹر کروانا چاہتا ہوں یہ بڑی اہمیت کے حامل ہیں قوم کے مفاد میں تھا اور یہ لوگ جب اپنے نقطہ نظر کا اظہار کر دیتے ہیں تو پھر نکل جاتے ہیں کسی کو سنتے نہیں ہیں ان کو سننے کی ہمت ہونی چاہئیے تھی۔

جناب چیئرمین۔ دیکھیں ہم ایک نقطہ نظر پیش کرتے ہیں ہو سکتا ہے غلط ہو آپ آئیں ڈسکس کر لیتے ہیں آپ بھی وکیل ہیں اس کو دیکھ لیں گے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ جناب اب کیا فائدہ، آپ نے اس کو kill کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین۔ اگر آپ مجھے بتا دیں کے کہ غلط ہے تو اس کو reverse کر دیں گے کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

اخونزاہ بہرہ ور سعید۔ جناب اس پر مجھے بڑا دکھ ہے۔

جناب چیئرمین۔ دکھ کی بات نہیں ہے ابھی آج ہاؤس کے بعد ڈیڑھ بجے آ جائیں وہاں بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں۔

جناب گلزار احمد خان۔ پوائنٹ آف آرڈر' جناب والا! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا میرا خیال ہے اس ایوان کو بھی میری بات پسند آئے گی اور یقیناً آپ کو بھی کیونکہ سنا یہ جا رہا ہے کہ حالیہ اجلاس بڑی جلدی غیرمعینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جانے والا ہے اور آپ نے بھی اس دن فرمایا تھا کہ یہ اجلاس دو ہفتوں کے لئے بلایا گیا ہے تو میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ اجلاس انتہائی اہمیت کا حامل ہے سیاسی لحاظ سے' اور میں آپ کو اور ہاؤس کو بھی یہ عرض کروں گا کہ یہ اجالاس جاری رہنا چاہئیے اور بحث ہونی چاہئیے کیونکہ------

جناب چیئرمین۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ اجلاس جاری رہے۔

جناب گلزار احمد خان۔ جناب آپ میرا پوائنٹ آف آرڈر پورا سن لیجئیے۔

جناب چیئرمین۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا' میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں آپ چاہ رہے ہیں کہ ہاؤس جاری رہے اس کا میرے پاس اختیار ہو تو میں ابھی جاری کر دوں میرے پاس اختیار نہیں ہے۔

جناب گلزار احمد خان۔ جناب میں اس کی وجہ عرض کروں گا اور اس میں استدلال ہو گا۔

جناب چیئرمین۔ آپ مجھے بتائیں یہ پوائنٹ آف آرڈر کیسے بنتا ہے۔

جناب گلزار احمد خان۔ جناب آپ مجھے بنانے کا موقع تو دیں کیونکہ یہ سینٹ مستقل ادارہ ہے اور ہنگامی حالات میں باقی کے ادارے تو توڑے جا سکتے ہیں لیکن یہ ادارہ جو ہے ملکی سلامتی اور جمہوریت کا ضامن اور symbol ہے کیونکہ اس ادارے نے جنگ اور امن دونوں صورتوں میں قومی آئینی اور جمہوری کردار ادا کرنے کا------

جناب چیئرمین۔ دیکھیں خان صاحب ایک غلط مثال سے کتنا نقصان ہو جاتا ہے اس کام پر ہاؤس کے دس منٹ ضائع ہو چکے ہیں جو کہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

جناب گلزار احمد خان۔ جناب والا!-------

جناب چیئرمین ۔ گلزار صاحب بیٹھ جائیں۔

Please sit down, I am not going to hear it any more.

طارق صاحب آپ کا ایڈجرنمنٹ موشن کا نمبر ۳۵ تھا۔

ii) RE: REPORTED FRAUD OF RS. 13 CRORES IN

THE USAID TO PAKISTAN

Next is No. 55- Mr. Tariq Chaudhry and Akhunzada Behrawar Saeed on the reported fraud of Rs. 13 crores in the USAID to Pakistan.

جناب طارق چوہدری صاحب، طارق صاحب اس سے پہلے آپ کا ایک اور رہتا ہے regarding reproted unsafe condition of Islambad Airport, No. 35 یہ بیان کریں۔

جناب محمد طارق چوہدری ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ میں تحریک کرتا ہوں کہ عوامی اہمیت کے حامل اس قومی مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے کہ قومی ائیر لائن کے پائلٹ ایسوسی ایشن کے صدر نے کہا ہے کہ اسلام آباد ائیر پورٹ کے structure غیر قانونی ہیں جبکہ رن وے پر ربڑ کی تہیں جمی ہوئی ہیں جن کے باعث بارش میں رن وے خطرناک ہو جاتا ہے۔ فضائی سروس کے ماہر کی یہ رائے آئے دن کے حادثات کے اسباب سے پردہ اٹھاتی ہےاور نہایت سنجیدہ توجہ اور فوری عمل کا تقاضا کرتی ہے لہذا میں درخواست کرتا ہوں کہ اس مسئلے کو فوری طور پر اس معزز ایوان میں زیر بحث لایا جائے تاکہ اس اہم مشکل پر قابو پانے کے لئے کوئی قابل عمل تجاویز مرتب ہوسکیں۔

Mr. Chairman: Is it opposed?

Ch. Amir Hussain : Opposed.

Mr, Chairman: Opposed. Explain please Tariq Sahib.

جناب محمد طارق چوہدری ۔ جناب چیئرمین ! پچھلے کچھ ہی عرصے میں ایک سے زیادہ واقعات ہو چکے ہیں یہ ایک واقعہ نہیں ہوا ایک سے زیادہ واقعات ہو چکے ہیں بارش کے دنوں میں جہاز جونہی لینڈ کیا وہ پھسل کر کچی سطح پر اتر گیا یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل کرم اور مہربانی

ہے ان حادثات میں جانی نقصان نہیں ہونے لیکن جہازوں کو بہت شدید نقصان پہنچا اور کروڑوں روپیہ ان کی مرمت پرخرچ کرنا پڑا لیکن ایسی صورت حال کسی وقت بھی پیش آ سکتی ہےکہ یہ حادثہ خطرناک صورت اختیار کر جائے مسافروں کو رن وے کو اور وہاں دیگر تصیبات کو شدید نقصان پہنچے یہ بات کیونکہ پائلٹ ایسوسی ایشن کے صدر نے کہی ہے یعنی ان سے زیادہ اس بات کا ماہر اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ وہ کہے کہ ربڑ کی تہیں خطرناک حد تک جم چکی ہیں اور ٹیکنیکلی اب وہ بہت مشکل رن وے بن چکا ہے یہ پائلٹ کہہ رہے ہیں۔ رن وے کے بارے میں پائلٹ کے کہے کی اہمیت کہیں زیادہ ہے اس بات سے جو وزیر پارلیمنٹری امور یہاں پر کھڑے ہوکر کہیں گے یعنی پالیمنٹری امور کے وزیر اس کو oppose کریں بڑے شوق سےلیکن یہ جان لیں پھسلنے والا طیارہ خدانخواستہ کسی دن ان کا یا میرا بھی ہو سکتا ہے یہ ایسی چیز نہیں ہے جس کو بالکل حکومت کی انا کا مسئلہ بنا لیا جائے اور یہ سوچا جائے کہ حکومت کے وزراء کا یہ لازمی فرض ہوتا ہے یہ ان کی ڈیوٹی ہے ان کوصرف اسی لئے وزیر رکھا جاتا ہے کہ جب کوئی ایڈجرنمنٹ موشن آئے تو اس پر کہا جائے کہ میں oppose کرتا ہوں۔ میرا خیال ہے اس سے زیادہ ان کی ڈیوٹی نہیں ہے اور پائلٹ کی کہی ہوئی بات کو زیادہ سنجیدگی سے لینے کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی جناب چوہدری امیرحسین صاحب۔

چوہدری امیرحسین۔ جناب والا! جہاں تک اس واقعہ کا تعلق ہے کہ ایکسیڈنٹ ہوا تو اس کے لئے انکوائری کمیٹی مقرر کی گئی انکوائری کمیٹی نے یہ hold کیا کہ یہ ہومن ائیر کی وجہ سے ہوئی ہے اور اس میں رن وے میں کوئی نقص نہیں تھا میں آپ کی اجازت سے یہ شارٹ سی statement پڑھوں گا۔ اسلام آباد جو رن وے ہے اس کی لمبائی نو ہزار فٹ ہے جو ہر انٹرنیشنل Civil Aviation organization ہے اس کے standard کے مطابق ہے۔ Secondly the accumulation of rubber deposits جوکہ alleged یہاں کی گئی ہے at the runway are closely monitored by the Civil Aviation Authority. This is done on daily basis.

جناب والا! ڈیلی رن وے کی انسپکشن ہوتی ہے

and by deploying sophisticated computer controlled runway surface friction tester known as MU Metre any time . These show any accumulation of rubber

remarks. The rubber deposited removing machine is immediately deployed to remove the rubber from runway surface. This machine is immediately deployed on weekly basis.

اب جناب والا! جہاں تک رن وے کا تعلق ہے اس میں صرف پی آئی اے کے علاوہ پی اے ایف اور انٹرنیشنل فلائٹس اترتی بھی ہیں اور جاتی بھی ہیں اور وی آئی پی کی فلائٹ بھی آتی ہیں۔ کسی طرف سے کوئی شکایت نہیں ہوئی جس واقعہ مارچ 1991ء کا ذکر کیاگیا اس میں رن وے کا کوئی نقص نہیں تھا حقیقتاً یہ تھا جیسا کہ آپ کوعلم ہے ایک انسرکٹر پائلٹ اور دوسرا انڈر ٹریننگ دو پائلٹ ہوتے ہیں چونکہ rainy season تھا بارش ہو رہی تھی تو اس میں چاہئیے یہ تھا جو انڈر ٹریننگ پائلٹ جس نے چھ independent flight land کرنی تھیں اس پائلٹ کو کہا کہ آپ یہاں یہ land کریں اور اگر instructor pilot جو تھا وہ خود یہ کرتا تو یہ واقعہ پیش نہ آتا اس میں کچھ ہومن ائیر ہےغلطی ہو جاتی ہے اس سے یہ غلطی ہوئی کہ عام طور پر جو طریقہ ہے وہ 1500 فٹ اور 2000 فٹ سے لینڈ کرنا شروع کیا جاتا ہےلیکن under training pilot سے یہ غلطی ہوئی جس جگہ جہاز land کرنا چاہیے تھا اس سے ذرا آگے جا کر land کیا اور اس کو جتنی جگہ چاہیے تھی مثلاً اگر نو ہزار ہے دو ہزار یا 1500 سے شروع کرنا چاہیے تھا اور تقریباً سات ہزار اس کو ground پر taxi کے لئے جگہ ملتی تو اس کو وہ جگہ کم ملی چار ہزار ملی جس کی وجہ سے جہاز کچھ آگے چلا گیا اب چونکہ-------

میر سہراب خان کھوسو۔ پوائنٹ آف آرڈر برٹش ائیر ویز کا ایک طیارہ وہ بھی حادثے سے بال بال بچا دونوں پائلٹ جو تھے وہ اسی طرح غلطیاں کر گئے۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی جناب یہ بتائیں انہوں نے ایک اور بات کی تھی ربڑ کا تو آپ نے جواب دیا ہے غیر قانونی structures کی بھی طارق صاحب نے نشاندہی کی ہے آپ کی پائلٹ ایسوسی ایشن نے کہا ہے کہ غیر قانونی structure ہیں۔

چوہدری امیر حسین۔ سر وہ میں گزارش کرتا ہوں وہ میں پڑھ رہا تھا ایک تو یہ ربڑ---

جناب چیئرمین۔ اس کا تو آپ نے کہا کہ day to day basis monitoring پر ہوتی ہےمشین ہے sophisticated ہے اور آئندہ بھی آپ یہ عمل جاری رکھیں گے لیکن یہ

دوسری بات دیکھ لیں کہ کوئی ایسا غیر قانونی structure ہے۔

چوہدری امیر حسین ۔ سر وہ کوئی نہیں ہے ۔ Recently there were two incidents جن کا میں ذکر کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ وہ تو ہو گیا۔

Ch. Amir Hussain: From the above it may be seen that the landing accidents of the aircraft at the Islamabad Airport did not take place due to rubber deposit or defective structure of the runway. It is worthmentioning that the Islamabad Airport is an International Airport , and there is no any unauthorized structure

جناب چیئرمین ۔ unauthorized structure کوئی نہیں ہے اور rubber deposit کے بارے میں آپ یہ کہہ رہے ہیں اس کو daily basis پر monitor کیا جاتا ہے اور آئندہ بھی آپ اس کا خیال رکھیں گے۔

چوہدری امیر حسین۔ آخری بات کرنا چاہتا ہوں جناب 75 کا رول جی ہے یہ محض inferences پر یہ کیا جا رہا ہے دوسرا Kaul کا 421 صفحہ جس میں اگر گورنمنٹ کی طرف سے deny کر دیا جائے تو پھر وہadmissible نہیں ہوتا۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے وہ تو مسلمہ اصول ہے جی جناب طارق صاحب۔

جناب محمد طارق چوہدری۔ جناب چیئرمین! اس بات کا خیال رکھا جائے وہ کہتے ہیں۔

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے

وزیر موصوف جس موضوع پر گفتگو کر رہے ہیں اس کا میری ایڈجرنمنٹ موشن میں کوئی ذکر نہیں میں نے کسی حادثے کسی واقعہ کسی پائلٹ کی غلطی کو اپنے ایڈجرنمنٹ موشن کا موضوع نہیں بنایا میں نے اپنے ایڈجرنمنٹ موشن کا موضوع پائلٹ ایسوسی ایشن کےصدر کے اس بیان کو بنایا ہے کہ اسلام آباد ائیر پورٹ کے structure غیر قانونی ہیں اور وہاں ربڑ کی تہہ اس طرح جم چکی ہے کہ رن وے

خطرناک ہوگیا ہے اب خیال رہے جو یہ بیان پڑھ رہے ہیں یہ Civil Aviation کا لکھا ہوا بیان ہے Civil Aviation ایک الگ محکمہ ہے اور پائلٹ جو اس difficulty کو face کرتے ہیں وہ پی آئی اے کے ہیں یا دوسری ائیر لائن کے پائلٹ ہیں یعنی مشکل face کرنے والے اور ہیں اور اس ائیر پورٹ کو بنانے والے اور اس کی maintinance اور maintain کرنے والے اور ہیں اب یہ جو کچھ پڑھ رہے ہیں یہ اس Civil Aviation کا لکھا ہوا statement کسی سیکشن آفیسر کا جس کو انہوں نے پڑھ دیا اور جس پر یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کو dispose of کر دیں۔ لیکن جناب یہ بہت قیمتی جہازوں اور اس سے بھی زیادہ انسانی جانوں کا مسئلہ ہے اور کہنے والا' میں یا آپ نہیں ہیں' جن کو technically ان چیزوں کا علم نہیں ہے بلکہ کہنے والا ایک ذمہ دار آدمی ہے جو ہر روز اس difficulty کو face کرتا ہے وہ اس ایسوسی ایشن کا صدر ہے لہذا جناب اس کو اتنی آسانی کے ساتھ وزیر صاحب کے کہنے پر dispose of نہیں کیا جا سکتا' میری یہ درخواست ہے کہ یہاں اس پر بحث کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ یہاں اتنے ماہرین نہیں بیٹھے ہوئے ہیں' اس لئے اسے آپ تو ایڈمٹ تو نہ کریں بلکہ اسے اسی طرح ہی ڈیفینس کمیٹی کے سپرد کر دیں جو دونوں کا viewpoint سنے یعنی Aviation کا بھی اور pilots کابھی' ان دونوں کو سن کر وہ یہاں آ کر رپورٹ پیش کرے کہ فی الواقع یہ اس میں خرابیاں ہیں' اور انکو اس طرح دور ہونا چاہیے۔ صرف یہ یہاں ایک سیکشن آفیسر کا لکھا ہوا پڑھ دینا ہی کافی نہیں ہے۔

(مداخلت)

چوہدری امیر حسین۔ جناب والا! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ' جس بات پر یہ زور دے رہے ہیں کہ پائلٹ ایسوسی ایشن کے صدر نے اخبار میں کوئی بیان دیا اور اس کو base بنا کر یہ کہتے ہیں کہ چونکہ وہ expert opinion ہے اس لئے اس کو اہمیت دینی چاہیے۔ میں اس کےجواب میں عرض کروں گا کہ چونکہ اس پائلٹ کو جس کی غلطی کی وجہ سے ' انڈر ٹریننگ پائلٹ کو لینڈ کرنے کے لئے کہا کہ اسے کرانا چاہیے تھا۔

جناب چیئرمین۔یہ جو صدر ہیںpilot association کے' ان کی غلطی کی وجہ سے ہوا ہے۔

چوہدری امیر حسین۔ میں جناب گزارش کرتا ہوں' یعنی ایک statement ہے pilot association کے صدر کا' اور یہ فرماتے ہیں کہ چونکہ pilot association کے صدر کا بیان ہے'

اورچونکہ پائلٹ کو پتہ ہوتا ہے کہ difficulty پیش آتی ہے یا کہ نہیں، اس لئے اس کو زیادہ اہمیت دینی چاہیے جس کو base کر کے یہ ایڈجرنمنٹ موشن دی گئے تو جناب والا! اس pilot association کے صدر کا بیان اس لئے درست نہیں ہے کہ اس پائلٹ کو جس کی غلطی کی وجہ سے ، غلط لینڈنگ ہوئی، اور damage ہوا، after the enquiry اس کو guilty قرار دے کر چار مہینے کے لئے اس کا licence suspend کیا گیا۔

جناب چیئرمین۔ جی، صدر کا۔

چوہدری امیر حسین۔ نہیں، ایک پائلٹ کا۔

جناب چیئرمین۔ ایک پائلٹ کا۔

چوہدری امیر حسین۔ یہ صدر جو ہے یہ تو اپنے ممبر کو defend کر رہا ہے چونکہ یہ قرار دیا ہے انکوائری کمیٹی نے جو کہ ٹیکنیکل آدمیوں پر مبنی تھی کہ یہ واقعہ پائلٹ کی غلطی سے ہوا ہے۔ اس پائلٹ کو shelter دینے کے لئے، یہ ثابت کرنے کے لئے کہ اس پائلٹ کی غلطی نہیں ہے۔ انہوں نے یہ کہنا شروع کیا اخبار میں کہ اصل میں پائلٹ کی کوئی غلطی نہیں، واقعہ ربڑ کی تہہ کی وجہ سے ہوا ہے۔ حالانکہ ایسی بات نہیں ہے۔ یہ معاملہ کمیٹی میں thrash ہوا، sort out ہوا اور کمیٹی نے یہ held کیا کہ کوئی غلطی نہیں unauthorized structure نہیں، کوئی ربڑ کی تہہ نہیں بلکہ یہ سارا کچھ پائلٹ کی غلطی کی وجہ سے ہوا۔ اس بارے میں انکوائری ہو چکی ہے۔ اس کے علاوہ اگر اس کو base بنانا ہے تو اس میں independent statement اسے دینا ہے، اب تو انہوں نے ایسوسی ایشن کے ممبر کو تحفظ دینے کے لئے کہا ہے۔

جناب چیئرمین۔ میرا مطلب یہ ہے کہ یہ بات آپ کی درست ہے لیکن یہ معاملہ اگر مزید اس میں دیکھ لیا جائے۔

(مداخلت)

ایک منٹ، ایک منٹ اگرہماری کمیٹی اس میں دیکھ لے کہ rubber deposits کتنے ہوتے ہیں، کیسے صاف ہوتے ہیں، structures ہیں کہ نہیں ہیں، تو اس میں حرج کیا ہے۔

چوہدری امیر حسین۔ جناب اس میں انکوائری تو ہو چکی ہے۔

جناب چیئرمین۔ انکوائری کی بات نہیں، میں کہہ رہا ہوں کہ یہ کمیٹی میں examine ہو جائے ممبران ان کی بات سن لیں، اس میں حرج کیا ہے۔

چوہدری امیر حسین۔ جناب والا! میں گزارش کرتا ہوں کہ جہاں تک ایڈجرنمنٹ موشن کا تعلق ہے۔

جناب چیئرمین۔ایڈجرنمنٹ موشن کے طور پر نہیں ویسے ہی refer to theCommittee. -

چوہدری امیر حسین۔ تو وہ تو جب دیں گے تو کمیٹی کسی وقت بھی کسی مسئلہ کو بھی لے سکتی ہے۔

جناب چیئرمین۔ تو کمیٹی اسے take up کر سکتی ہے۔

چوہدری امیر حسین۔ تحریک التواء نہیں بنتی ہے، اگر اور کوئی طریقہ ہے تو الگ بات ہے۔

جناب چیئرمین۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ ایڈجرنمنٹ موشن نہیں بنتا ہے، یہ تو آپ کی denial کے بعد نہیں بنتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کمیٹی کے چیئرمین غالباً آصف وردگ صاحب ہیں، ان سے بات کر کے اس کو دیکھ لیں گے۔ ویسے یہ ایڈجرنمنٹ موشن نہیں بنتا ہے۔ So it is disposed of as such. جناب لالیکا صاحب۔

جناب عالم علی لالیکا۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ جب جہاز لینڈ کرتے ہیں تو run ways پر لازماً وہ ربڑ چھوڑ جاتے ہیں۔ اب اس کو remove کرنے کے لئے کوئی کیمیکل طریقہ نہیں ہے جب یہ رن وے خراب ہو جاتی ہے۔

جناب چیئرمین۔ نہیں، طریقہ ہے۔

جناب عالم علی لالیکا۔ جناب والا! کیمیکل کوئی طریقہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔نہیں، نہیں ہے، جی۔

جناب عالم علی لالیکا۔ میں آپ کی خدمت میں وثوق سے عرض کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ ہوتا ہے جی۔

جناب عالم علی لالیکا۔ کہ IATA والوں کی observation تھی کہ اس کی صفائی کے لئے ایک مشین ہوتی ہے جس کی قیمت 70/65 لاکھ ہوتی ہے۔ IATA والوں نے directions دی تھیں پاکستان International Air Lines کو کہ ہر ائیر پورٹ پر اور خاص طور پر ان airports پر جہاں landing زیادہ ہوتی ہے وہاں کے لئے مشین امپورٹ کی جائے اور اس سے صفائی کروائی جائے، اس مشین کے تو sole agents ہیں distributor ہیں پاکستان میں، انہوں نے میرے پاس آکر گریہ کیا ہے کہ ہمیں تو اس کے ٹینڈر فارم نہیں ملے، پھر ان کو، ان کے پرنسپل نے England سے telex بھیجا ہے کہ یہاں ہمارے پاس جو نمائندگان پہنچ چکے ہیں، جو یہ کہتے ہیں کہ آپ کو یہ مشین ہمیں دینا ہو گی۔ اب میں کیا کہوں؟

سچ آکھاں تے بھانبڑ مچدا اے
چپ رہواں تے کج نہیں بچدا اے

جناب چیئرمین۔ بہرحال مشین ضرور ہوتی ہے، کچھ کیمیکز استعمال ضرور ہوتے ہیں یہ ہوتا ہے۔ I am sure somebody who is an expert تو کمیٹی میں یہ ساری باتیں آ جائیں گی، ان کو دیکھ لیا جائے گا۔ جناب سعید قادر صاحب۔

Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir: Mr. Chairman, the proposal made by Senator Tariq Chaudhry with regard to let the Defence Committee look into it needs your cosideration.

جناب چیئرمین۔ جی میں نے کہا ہے کہ Let the Defence Committee look into it. جی میں نے یہی کہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ

You can guide us, I am sure there is some chemical which is used to remove the rubber deposits on the run way.

Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir: That is correct, it is used but the question is whether the frequency which has been used is quite good enough or not.

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے جی، اب آدھا گھنٹہ تحریک التواء کا ختم ہو گیا ہے، اب

ہم اگلے آئٹم کو لیتے ہیں۔

سید اقبال حیدر۔ جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ تحریک التواء کا آدھا گھنٹہ ختم ہو گیا ہے۔

سید اقبال حیدر ۔ صرف دو منٹ چاہئیں۔

جناب چیئرمین۔ اگر آپ کو دو منٹ دوں تو

why not two minutes to Behrawar Saeed and why not two minutes to Shahzad Gul.

سید اقبال حیدر۔ جناب والا! میرا یہ موشن بھی کل آئے گا۔

جناب چیئرمین۔ کل کا میں نہیں کہہ سکتا لیکن یہ اپنی باری پر ضرور آئے گا۔

سید اقبال حیدر۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ اگر آج نہیں آ سکا تو کل بھی نہ آ سکے۔

جناب چیئرمین۔ جیسے یہ آج آ گیا ہے ایسے ہی کل آئے گا۔ یا تو ایسی بات کہیں کہ آپ کا موشن اب نہیں آ سکے گا۔ ایسی کوئی بات ہے تو وہ بتائیں' میں پھر اس پر بات کروں گا۔ موشن کا آنا جو ہے یہ تو routine کی بات ہوتی ہے ۔ آئٹم نمبر 3 پر کیا تقریریں ہو رہی ہیں۔ (توقف سے) ٹھیک ہے motion put کر دیتے ہیں۔

ایک معزز رکن۔ جناب والا! ڈاکٹر صاحب ابھی رہتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ کون رہتے ہیں' ڈاکٹر صاحب رہتے ہیں' جی آپ اس پر بات کریں ۔ فرمائیے۔

Dr. Abdul Ghafar Khan: Thank you Mr. Chairman Sir, it is with profound anguish in fact sitting on the sides of treasury, I venture to say things which may not be very flattering rather far from it. Sir, we cannot affored to remain silent spectators and see the people's suffering. Their security is too much is at stake really, it is right time to stand up. People particularly in Sindh, their life, their

secrurity, their honour is menaced by the decoits today . Crime, law and order situation has really taken monsterous proportions. The criminals in Pakistan has many forms and many faces, they have varied weapons, they have varied victims. The decoits commit decoity at day time in Sindh particularly. Of course all over in Pakistan now the contagion is spreading vey fastly but it all started in Sindh. I am vey sorry to say that there are other kinds of decoities being committeed with the power of the pen, some scandalized, some vandalized. Now, I think, if we pause to ponder we must try to find out the root causes of what is happening before we are able to find out the remedies of all these things. In context of Sindh I can say that it all started many many years ago. I would say started with the imposition of One Unit, after that there were three Martial Laws, two Constitutions were killed and the third was mutilated.

Now, when the people's aspirations, legitimate requirements are not met and small people in high places refuse to listen to their grievances the only weapon left with the oppressed, the only way to communicate with the authority is to resort to violence. We cannot close our eyes to the decisions of history. This is history you see the reprisal when he has no other way to communicate, resorts to violence and this is what we see deprivations of so many years, frustration of so many years started this and particularly got towards after 1983. It is true now that the dacoity mainly is taking place in Sindh is purely because of the non-accountability of the dacoits. I fail to grasp the wisdom of the Government, I fail to understand why they, either they are totally oblivious to what is happening there or they are incapable of solving the problems or handling the problem of law and order. I can only quote you one small little thing. Two days before I came here, why I stand up here and talk against the Government's policies

because we are of it. I am very sorry to describe here an episode, a lamentable spectacle of sorrow and suffering that I witnessed. It is one of the many that I have been witnessing for the last two/three years, umpteen number of time. I think, it was the 30th of this month 3 dead bodies were brought to my village. These were the people who inhabited in small villages around my village. They failed to give the ransom and within two weeks they were killed with the message to collect those dead bodies Sir, believe you me I stood ashamed with the deep sense of guilt and I could see the rage, the flaming fury in the eyes of those people. They think that being a Senator, being a part of the Government we are equally responsible for their miseries. I ask this House how much more blood is needed to stir our con science. I think we must open our eyes before it is too late.

Sir, we are gathered here from distant and diverse places for a common cause, for the common good of the common man. I think, when a question of humanity is at stake, we must forget which party we belong to. We must transcend the barriers of party affiliations, party loyalties and consider and open our eyes and ears and respond to the moans and groans of humanity that is calling for justice that is crying out for justice. I think, there cannot be peace without justice and there cannot be prosperity without peace. If we fail to provide this peace and justice to the people then the sparks of injustices will very soon will turn into flaming fire. I think, these flaming fire will be worse than the inferno that even Dante was able to describe. These are going to comsume one and all, no one shall come out and understand. I think, today we are drifting to darkness, today we are merely marching towards darkness. Today, we are dancing behind the pipe pipers, behind the authorities who have so far failed to do something for the masses. Now, we have been passing one amendment after the other. We were told that

amendment in the shariah will bring in a rivers running with milk and honey, then we were told that the 12th Amendment will be a supermost which will wipe out all the dacoits. Now, we are being told that these new amendments, new Bills whatever you call them I don't know much about the Bills, we are told that again these are going to solve all our problems. I think, it is merely illusion to pass laws, to pass Bills which are impracticable, which have no chance of implementation. Looking at the record of the Government , we were told by the Sindh Government that very soon after the passing of these laws things will start getting better. I am sorry I have not got the newspapers today, I could show you that they are nothing but the time catalogues, they are just an obituary columns there is a huge list as if a list of big mortuaries. Sir, I think we cannot procrastinate, we cannot prolong these miseries any longer. We are, I think, now afloat on a very dangerous ship which has no radar. We are on afloat on the sea which is turbulent and I think the water is creaking through keels. We must realise that if we do not do something in concrete terms getting out of the harms, getting far from discussing and deliberating not putting stress on the real executive, real problem we are doomed. I can in conclusion say that man drowning in Sindh will even clutch with wrath hot poker. Similarly a society drowning in a sea of troubles will not hesitate to clutch the razor with which we sharp the bayonet of a soldier, I think we must do something before our eyes and ears are forcibly opened. Thank you, Sir.

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔ جناب منظور احمد گچکی صاحب۔

جناب منظور احمد گچکی۔ شکریہ جناب چیئرمین! یہ نیشنل اسمبلی سے بل پاس ہو کر یہاں آیا ہے اور یقیناً اسے پاس ہونا ہی ہے اور چاہے ہم اس پر جتنے بھی arguments دیں اور

اپنی معروضات پیش کریں یہ پاس ہو گا ہی ، لیکن اپوزیشن کےممبر کے طور پر میرا یہ فرض بنتاہے کہ جو بھی قانون' بل سامنے آتے ہیں اگر ٹھیک ہیں تو اس کی سپورٹ کریں اور اگر غلط ہیں ، اپنی بساط کے مطابق اس کو oppose کریں اور اس سلسلے میں اپنی معروضات پیش کریں اور دلائل دیں۔

جناب والا! اسلحہ کے مسئلے پر پہلے بھی قوانین موجود ہیں اور اس وقت رائج ہیں آج اس کی ضرورت کیوں پیش آئی یہ ایک طویل بحث ہے اسے طول نہیں دینا چاہتا کچھ معروضات و گزارشات ہیں جو آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ جناب والا! یہ لائسنس کا جو سلسلہ ہے یہ انگریزوں کے دور کی پیداوار ہے چونکہ جب انگریز اس ملک میں برسراقتدار آئے تو اس وقت انہوں نے کچھ selected لوگوں کو لائسنس دیئے جو ان کے سپورٹرز تھے اور ان کے لئے بہتر تھے۔ اس کے بعد جب ملک آزاد ہوا theoritically تو ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس ملک کے تمام شہریوں کو اس کا حق دیا جاتا کہ وہ اپنی protection کے لئے ہتھیار رکھیں لیکن بدقسمتی سے یہاں جو لائسنس کا اجراء کیا گیا وہاں بھی امتیازی سلوک ہم نے دیکھا حکومت وقت نے ہمیشہ ان لوگوں کو لائسنس دیئے جو انہی کے منظور نظر تھے یا بالکل اسی فیشن پر جو برٹش سامراج نے یہاں جاری کیا ہوا تھا آج جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں اور جس طریقے سےہمیں اس کا احساس ہو رہا ہے کہ پاکستان کے اندر لاکھوں automatic sophisticated/weapon موجود ہیں جو اس ملک میں بہت سی جگہوں میں استعمال بھی ہوتے ہیں اور بہت سی جگہوں میں لوگوں نے اپنے پاس ڈمپ کئے ہوئے ہیں جناب والا! جب افغانستان کی حکومت تبدیل ہو گئی اور لاکھوں انسان یہاں آئے اس کے بعد یہ سلسلہ شروع ہوا اور آج ہم اتنے بے بس ہو گئے ہیں کہ ہم نے یہ دیکھا کہ جب illicit arms کے سلسلے میں موجودہ حکومت نے کال دی تو کسی صوبے سے چھ اور کسی صوبے سے آٹھ اور کسی صوبے سے بارہ' وہ بھی ٹوٹے پھوٹے ہتھیار آئے جبکہ میرے اندازے کے مطابق صرف بارڈر ایریاز میں کوئٹہ میں پشاور میں مالا کنڈ میں یا کراچی میں بھی سندھ میں اتنے اتنے ہتھیار موجود ہیں جس کا اندازہ لگانا مشکل ہے اب رہتا یہ سوال ہے کہ کیا یہ قانون ان شرفاء کے لئےبھی ہے شریف لوگوں کے لئے ہے کہ جو اپنی عزتیں بچانا چاہتے ہیں جو اپنے آپ کوان درندوں سے ڈاکوؤں سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں یا یہ ان لوگوں کے لئے ہے کہ جو لوگوں کی زندگیوں سے کھیلتے ہیں لوگوں کی عزتوں سے کھیلتے ہیں۔

مجھے جناب والا! اس میں شک ہے کہ موجودہ حکومت اس کو غلط طور پر استعمال کرے گی خاص کر ان لوگوں کو کہ جو سیاسی طور پر ان کے مخالفین ہیں وگرنہ اس وقت یہ آرمز آرڈیننسز جو بھی ہیں اس وقت موجود ہیں اس کے تحت اگر موجودہ حکومت ان کو حاصل نہیں کر سکتی تو یہ قانون بنانے کے بعد بھی وہ اسے حاصل نہیں کر سکتی یہ قانون اس لئے بن رہا ہے کہ اپنے مخالفین کو تنگ کریں victimize کریں اب آپ دیکھئیے کہ سندھ میں clean up operation ہے باقاعدہ ڈاکوؤں کے خلاف کیمپس لگے ہوئے ہیں اور ہم نے یہ دیکھا ہے کہ جناب والا! destination جو ہم نے وہاں دیکھا ہم سمجھتے ہیں کہ یہ قانون جو بنے گا وہ وہاں پر discrimination پیدا کرے گی مثلاً دیہاتی علاقوں میں تو دیہاتوں کو بلڈوز کیا جاتا ہے آرمز کے نام سے جنگلات جلا دیئے جاتے ہیں لیکن شہروں کے اندر یہ نہیں ہوتا اس لئے نہیں ہوتا کہ شہروں میں ان کے اپنے ہی منظور نظر بیٹھے ہوئے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جناب والا! اس وقت حالت یہ ہے کہ پاکستان کے اندر وہ ڈپوز موجود ہیں میں جناب والا! آپ کو دیانتداری سے کہتا ہوں کہ اگر آپ کو دس ٹرک ہتھیاروں کی ضرورت ہو اور آپ ان کو صرف اس کے پیسے پہنچا دیں تو دس ٹرک ہتھیار کے آپ جس پوائنٹ پر آپ کہیں آپ کو چار دن کے اندر پہنچ جائیں گے یعنی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب آپ اس منبع کو ہی ختم نہیں کرتے ہیں تو یہ تو آتے رہیں گے ہتھیار آتے رہیں گے۔ سوال یہاں یہ ہے کہ اس وقت بلوچستان میں یا سرحد میں لاکھوں لوگ ایسے ہیں کہ جن کے پاس ہتھیار ہیں اور وہ ہتھیار باقاعدہ مختلف ایجنسیوں کے ذریعے تقسیم ہوتے ہیں پھر وہ بازار میں آ جاتے ہیں وہاں پر ان کا پھیلاؤ کیا جاتا ہے تو پہلی بات تو یہ ہے کہ ان ایجنسیوں کو تو آپ روکیں پہلی بات تو یہ ہے کہ اس منبع کو تو روکیں جس نے پاکستان کو جہنم بنا دیا ہے ہر آدمی اس وقت کراچی جیسے شہر میں یا دوسرے شہروں میں بھی خصوصاً کراچی میں اگر آپ جائینگے تو آپ اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھتے۔ اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے پولیس والا مجھے تو روک لے گا کہ آپ کے پاس ہتھیار کیوں ہے میں لائسنس بھی لے جاؤں گا تو الٹا سیدھا دیکھ کر کہے گا کہ نہیں جی اس کا تو پتہ نہیں یہ کیسا ہے اور اس کو تو میں افسر صاحب کے پاس لے جاؤں گا لیکن باقاعدہ بعض لوگوں کی سرپرستی کی جاتی ہے کہ وہ جائیں لوگوں کو قتل کریں اور لوگوں کی زندگیوں سے کھیلیں جب تک حکومت خود ایمانداری سے اس چیز کو نہ لے اس وقت یہ جرائم

کنٹرول نہیں ہو سکتے۔

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ پاکستان کے اندر کچھ ایسے علاقے ہیں کہ جو اس کو روایتی طور پر اپنے لئے ایک زیور سمجھتے ہیں مردانہ زیور سمجھتے ہیں مثلاً جناب والا! ہمارے ہاں بلوچستان اور سرحد میں اگر کوئی کسی سے ہتھیار چھین لے تو جناب والا! میں کہتا ہوں کہ اس سے بڑی گالی کوئی ہے ہی نہیں یعنی بلوچستان اور سرحد میں کسی سے ہتھیار چھیننا یہ سب سے بڑا جرم سمجھا جاتا ہے اور یہاں پر بہت سے معزز اراکین بیٹھے ہوئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان کو اس بات کا پتہ ہےمیں آپ کو ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں کہ ۱۹۵۸ء میں بلوچستان میں جو بغاوت ہوئی آٹھ سال تک بلوچستان میں بغاوت ہوئی اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ قبائلیوں سے یہ کہا گیا کہ اپنے ہتھیار دے دیں انہوں نے انکار کر دیا اور اس کے بعد آرمی آپریشن ہوا اور آرمی آپریشن نے عجیب رنگ اختیار کیا اور لوگوں نے بھی اپنے طریقے تبدیل کئے تو جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ ان علاقوں میں جہاں اب تک قبائلی نظام موجود ہے اب تک وہ روایات موجود ہیں اگر آپ اس طریقے سے ان سے اسلحہ چھیننا شروع کر دیں گے تو میں آپ کو ایمانداری سے کہتا ہوں میں سندھ اور پنجاب کے بارے میں شاید اتنا نہیں جانتا لیکن میں آپ کو دیانتداری سے کہتا ہوں کہ اگر آپ نے بلوچستان اور سرحد میں اس پر عمل کیا تو آپ اتنے بڑے بحران سے گزریں گے جس کا آپ اندازہ نہیں کر سکتے اور میں کم از کم اس علاقے میں تین تین چار چار پانچ پانچ لاکھ انسان جن کے پاس ہتھیار ہیں خاص طور پر افغان مجاہدین کے پاس جب تک افغان مجاہدین ہتھیار surrender نہیں کریں گے۔+(XXXXXXX) اس لئے کہ ہماری حفاظت کون کرے گا آپ مجھے بتائیں کہ اگر ۱۰ اکتوبر کو ان لوگوں کے پاس ہتھیار ہوتے تو کیا ۸ آدمی قتل کئے جاتے اور ۴۰ آدمی مارے جاتے۔

جناب چیئرمین۔ یہ جو آپ نے اپیل کی ہےاگر قانون بن گیا تو اس کے باوجود آپ اپیل کریں گے۔

جناب منظور احمد گچکی: وہ تو بعد میں کریں گے وہ تو ہم بعد میں دیکھیں گے ابھی تو قانون نہیں بنا۔

+ بحکم جناب چیئرمین حذف کیا گیا۔

جناب چیئرمین۔ یہ لاقانونیت کی ترغیب دینا یہ غلط بات ہے۔ So, I delete these words from the record مہربانی کر کے ایسی بات نہ کریں۔

جناب منظور احمد گچکی۔ ابھی قانون نہیں بنا ہے جناب۔

جناب چیئرمین۔ اگر قانون بن بھی جائے تو آپ-----

جناب منظور احمد گچکی۔ جناب ابھی قانون بنا ہی نہیں ہے۔

Mr. Chairman: So, this is deleted from the record. Press may kindly not report these words in any from whatsoever.

جناب منظور احمد گچکی۔ جناب والا! ظاہر ہے کہ ہم اپنی ٹریڈیشن کے خلاف ہر قانون کی مزاحمت کریں گے ہم اپنی روایات کے خلاف ہر قانون کو نہیں مانیں گے----

جناب چیئرمین۔ گچکی صاحب آپ قانون ساز ادارے میں بیٹھے ہوئے ہیں آپ خود قانون بنانے والے ہیں اگر قانون کی مزاحمت کریں گے تو پھر ہم کس لئے قانون بناتے ہیں۔

جناب منظور احمد گچکی۔ جناب والا! سوال یہ پیدا ہوتا ہے+(XXXXXX)۔

Mr. Chairman: These are also deleted from the record.

جناب منظور احمد گچکی۔ کوئی حکومت+(XXXXX) لوگوں کی پروٹیکشن کون کرے گا۔

Mr. Chairman: However, these words are deleted.

جناب منظور احمد گچکی۔ وہاں سے لوگ آتے ہیں لوگوں کو مارنا شروع کرتے ہیں ہم کیا کریں پھر------

جناب چیئرمین۔ وہ بات کریں لیکن یہ بات نہ کریں کہ ہم قانون کی مزاحمت کریں گے کیوں کہ پھر اس سارے ادارے کی افادیت ختم ہو جاتی ہے please be more responsible آپ اتنے senior آدمی ہیں اتنے ذمہ دار آدمی ہیں .please be more responsible۔

جناب منظور احمد گچکی۔ ذمہ دار میں ہوں لیکن میں یہ کہتا ہوں قانون اگر بن جائے----

+ بحکم جناب چیئرمین حذف کیا گیا۔

جناب چیئرمین۔ مہربانی کر کے تھوڑی تحمل مزاجی کا اظہار کریں یہ ٹھیک ہے کہ آپ مزاحمت کریں لیکن یہ نہ کہیں کہ قانون کی بھی مزاحمت کریں فلاں بھی مزاحمت کریں۔

جناب منظور احمد گچکی۔ قانون بنا ہی کہاں ہے جی قانون بن جائے گا تو اس کے بعد دیکھیں گے ابھی تو قانون پر بحث ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین۔ بہرحال بن ہی رہا ہے۔

جناب منظور احمد گچکی۔ اگر آپ نے پہلے پاس کر لیا ہے------

جناب چیئرمین۔ نہیں نہیں کسی نے پاس نہیں کیا۔

جناب منظور احمد گچکی۔ جب پاس نہیں کیا تو آپ کیسے کہہ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ آپ ہی ووٹ کریں گے آپ ہی فیصلہ کریں گے آپ ہی بنانے والے ہیں۔

جناب منظور احمد گچکی۔ جب پاس نہیں کیا تو پھر آپ مزاحمت کیوں کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جناب، جی پوائنٹ آف آرڈر اخونزادہ بہرہ ور سعید۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ جناب والا! کل ہی میں نے عرض کیا تھا کہ امن و امان کی خرابی میں کسی کا ہاتھ ضرور ہے اور آج ہمارے دوست خود کہہ رہے ہیں کہ اس قانون کو میں مانتا ہوں اس قانون کو نہیں مانتا اور ایکٹ تو پہلے ہی موجود ہے۔

جناب چیئرمین۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ جناب والا! یہ کوئی طریقہ ہے اگر ایک parliamentarian یہ کہے تو اس کا کیا ردعمل ہو گا۔

جناب چیئرمین۔ مین نے خود ہی observation کر دی ہے۔

I would request all members to be more careful.

جناب منظور احمد گچکی۔ جناب والا! میں آپ کو کچھ مثالیں دوں گا کہ کوئٹہ شہر

میں نوجوانوں کی ایک مذہبی تنظیم ہے' disturbance ہوئی تو ان سے ہتھیار لئے گئے میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ ایک ایجنسی کی طرف سے باقاعدہ ان کو وہ ہتھیار دیئے گئے تھے اب آپ مجھے بتائیں جب state terrorism ہو جہاں پر لوگوں کو تحفظ نہ ہو لوگوں کو مارنے کے لئے قتل کرنے کے لئے خود ہتھیار مہیا کئے جائیں تو وہاں پر عام شہری کیا کرے۔ جناب والا! قانون تو ہم بناتے ہیں لیکن قانون اس لئے نہیں بنتا کہ لوگوں کی زندگیوں سے لوگ کھیلیں قانون اس لئے بنتا ہے کہ لوگوں کو آپ تحفظ دیں یقیناً آپ ان ایریاز کو جانتے ہیں ہمارے ہاں اگر لوگوں کے پاس ہتھیار نہ ہوں تو ان کو وہاں رہنے کوئی نہیں دیتا یعنی کمزور انسان کے لئے تو ہر جگہ مصیبت ہے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ ان laws کی موجودگی میں اس کو بالکل pass نہ کیا جائے کیونکہ پہلے ہمارے پاس بہت زیادہ قوانین بنے ہوئے ہیں اور اس کو پاس نہ کیا جائے کیونکہ آگے چل کر اس کے بہت complications ہوں گے بہت زیادہ problems پیدا ہوں گے اور خصوصاً ان trible belt میں لوگ ہتھیار surronder نہیں کریں گے اس سے ایک تصادم ہو گا بغاوت ہو گی اور اس کی ذمہ داری پھر دوبارہ گورنمنٹ پر عائد ہو گی اس لئے کہ وہ ان کے مزاج کے خلاف ہے۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی' حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد۔ شکریہ جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں یہ گزارش کروں گا کہ جو قانون سازی اس مسئلے کے بارے میں کی جا رہی ہے کیا وہ اس مسئلے کا حل ہے یا نہیں۔ جناب چیئرمین! ہم سمجھتے ہیں کہ وزیر داخلہ صاحب نے فرمایا کہ ناجائز اسلحہ ' ہمارے ہاں بدقسمتی سے یہ جائز اور ناجائز کا غلط استعمال کیا جاتا ہے ہم اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ ناجائز شراب پکڑی گئی میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جناب جائز شراب کون سی ہے۔جہاں تک جائز اور ناجائز اسلحے کا تعلق ہے۔ جناب چیئرمین! آپ خود وکیل ہیں آپ منصف ہیں آپ اس ادارے کے چیئرمین ہیں آپ بتائیے کہ کسی بھی اسلحہ کے لئے 20/10 ہزار روپیہ رشوت دے کر کسی چٹھی پر کسی محکمے یا ایکسائز والوں سے لکھوانے سے وہ ناجائز اسلحہ کس طرح جائز ہوتا ہے۔ جناب آپ کہہ رہے ہیں کہ قانون کی پاسداری کریں۔ میں یہی کہہ رہا ہوں کہ قانون آپ بنائیں قانون کا ہم احترام کریں گے لیکن اگرقانون اس لئے بنایا جائے ہم اور آپ سب مساوی طور پر اس کے مطابق چلیں ہمارا سر

قانون کے سامنے تسلیم خم ہے اور اگر قانون اس نیت سے بنایا جائے کہ اس قانون کو اپنے مفاد کے لئے اور صرف اپنے مخالفین کے لئے استعمال کیا جاتا ہے تو ہم اس فلور پر برملا کہہ سکتے ہیں کہ ایسے قانون کو ہم آج بھی اور قانون بننے کے بعد بھی مخالفت کریں گے۔

جناب چیئرمین صاحب! میں سمجھتا ہوں یہ قانون جو آج اس ایوان میں پاس کیا جا رہا ہے کیا یہ جام صادق صاحب کی خواہش پر تو نہیں pass کیا جا رہا ہے اور ہمارے پاس جو حقائق ہیں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس قانون کی اس وقت ڈرافٹنگ ہوئی تھی جب جام صادق صاحب نے استعفیٰ کی دھمکی دی تھی اور چند ماہ پہلے وہ آئے تھے اگر میری مرضی کے مطابق اس ملک میں قانون سازی نہیں ہوتی اور میرے ہاتھ میں مکمل اختیارات نہیں دیئے جاتے تو میں اس صوبے کو نہیں سنبھالتا اور میں لندن جا رہا ہوں اور آج بھی ہمارے جام صادق صاحب یہاں پر نہیں ہیں وہ لندن میں بیٹھ کر آپ کو آپ کی حکومت کو آپ کے وزیر اعظم اور صدر کو بلیک میل کر رہے ہیں اور کیا وہ اس کا انتظار کر رہے ہیں جب تک آپ ان کے لئے یہ قانون نہ بنائیں جب تک ان کے ہاتھ اور مضبوط نہ کریں تاکہ وہ اپنے سیاسی مخالفین کو دبائیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ آج ہمارے پاس کوئی اسلحہ نہیں ہے اور نہ ہم کسی سے اسلحے کی بھیک مانگتے ہیں ہمارا محافظ خدا ہے تو پھر میں پوچھنا چاہتا ہوں جناب چیئرمین صاحب! کیا اس قانون کے لئے کہیں آپ سے ڈاکوؤں نے request تو نہیں کی کہیں آپ محب شیدی کے ان وارثوں کو تو نہیں بچانا چاہتے ہیں ظاہر ہے میں بتانا چاہتا ہوں کہ ایک غریب آدمی مشکل سے محنت مزدوری کر کے کچھ روپے بچاتا ہے اور وہ بے چارہ اپنی بیٹی کے جہیز کے لئے اپنے مکان کے لئے اور اپنی دیگر ضروریات کے لئے ایک پیسہ خرچ نہیں کر سکتا۔ آخر اسے کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ سترہ ہزار یا بیس ہزار روپیہ خرچ کر کے کلاشنکوف خریدے اس کی ضرورت یہ ہے کہ اسے قانون کا تحفظ حاصل نہیں ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ اگر میرے گھر میں اسلحہ نہیں ہو گا تو کوئی بھی دہشت گرد کوئی بھی ڈاکو آ کر میری بیٹی کو میری بہوؤں کو میرے بیٹے کو اغواء کر لے گا جناب یہ سب کچھ آپ کے سامنے ہے گھروں میں دن دیہاڑے ڈاکو آتے ہیں پہلے تو ایک ایک فرد کو اغواء کیا جاتا ہے آج آپ دیکھئیے اندرون سندھ جائیے میں تو یہ کہوں گا یہاں سے آپ ایک کمیشن بھیجئیے اور اندرون سندھ جاکر وہ لوگوں سے پوچھے اور ان سے پتہ کرے کہ وہاں پر ڈاکو پورے گاؤں کا گھیرا کرتے ہیں اور پھر وہاں سے چن چن کر تیس چالیس افراد اغواء کر

کے لے جاتے ہیں اور مجھے بتایا جائے آپ کے ملک میں چین کے افراد اغواء ہوتے ہیں آپ کے ملک میں جاپان کے لوگ اغواء ہوتے ہیں آپ کے ملک میں سویڈن کے لوگ اغواء ہوتے ہیں آپ کے ملک میں واپڈا کے اور تمام ڈیپارٹمنٹ جو کام کرنا چاہتے ہیں وہ اغواء ہو جاتے ہیں اور پھر ہماری حکومت خود جا کر باضابطہ طور پر ان ڈاکوؤں سے مذاکرات کرتی ہے ان ڈاکوؤں کے پاس وفود بھیجے جاتے ہیں وڈیروں کے ساتھ اور اخبارات میں چھپا کہ سابق وزیر اعظم کے بنگلے کو ان مذاکرات کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ جناب ایک طرف سے آپ ڈاکوؤں کو تحفظ فراہم کرتے ہیں آپ ڈاکوؤں کے ساتھ مذاکرات کرتے ہیں آپ ڈاکوؤں سے لوگوں کو چھڑانے کے لئے بھاری بھر کم رقوم دیتے ہیں اور دوسری طرف سے اگر ایک غریب آدمی ایک معزز شہری اپنی حفاظت کے لئے کوئی اسلحہ رکھتا ہے تو آپ اس کے لئے قانون بناتے ہیں کہ وہ اسلحہ آپ کو واپس کرے ہم کہتے ہیں کہ ہم رضاکارانہ طور پر اپوزیشن کے تمام ارکان وزیر داخلہ کے ساتھ ایک ایک گھر میں گھسیں گے ہم تمام اسلحہ سپرد کریں گے لیکن پہلے ہمیں یہ بتایا جائے کہ کسی کے گھر میں چادر اور چار دیواری میں ڈاکہ نہیں پڑے گا اور اگر وہ نہیں کر سکتے اور یقیناً وہ آج تک نہیں کر سکے۔

آج یہ مسئلہ اندرون سندھ کا نہیں ہے آج صرف یہ مسئلہ دادو اور لاڑکانہ کے جنگلات کا نہیں ہے آج یہ مسئلہ صرف ایک صوبے کا نہیں ہے یہی کچھ کوئٹہ میں ہوتا رہا یہی کچھ صوبہ سرحد میں ہو رہا ہے یہی کچھ صوبہ پنجاب میں ہوتا رہا ہے جہاں صوبے اور مرکز میں آپ کی حکومت ہے آج بھی اگر "سیاسی لوگ" کے ایڈیٹر کے گھر میں گھس کر کے بھائی کو پکڑا جاتا ہے اور مسلح افراد جاتے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! شاید آپ کے علم میں ہو کہ سندھ میں بعض سیاسی جماعتوں کی پریس کانفرنسیں ۲۵، ۲۵ تیس تیس کلاشنکوفوں کے سائے میں ہوتی ہیں جناب آپ کو وہ چیز نظر نہیں آتی اور وہ کلاشنکوفوں کی جھلک ٹی وی پر بھی نظر آتی ہے اسے کیمرہ بھی محفوظ کرتا ہے لیکن اس وقت آپ کو قانون کا پتہ نہیں چلتا اس وقت آپ کو امن و امان کی صورت حال کا معلوم نہیں ہوتا جناب اس وقت بھی ایک لاکھ سے زائد ایسے افراد کو صوبائی گورنمنٹ کو صوبہ سندھ میں اسلحہ فراہم کیا ہے جناب ہم کہتے ہیں یا منظور گچگی کہتا ہے کہ ہماری روایات ہیں اگر ہمارے افراد کو ہمارے لوگوں کو تحفظ فراہم نہیں کیا جائے گا تو پھر ہم برملا یہ کہیں گے جناب کوئی بھی شخص کوئی بھی فرد کسی بھی قانون کے تحت اسلحہ حکومت کے

حوالے نہ کرے جناب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آج صورت حال یہ ہے اخبارات میں پوسٹر اور اشتہارات تقسیم کئے جاتے ہیں سندھ میں اور اس میں لکھا ہوا ہے آپ نے تو بین لگا دیا ہے آپ لوگوں کو روز گار فراہم نہیں کرتے پڑھے لکھے لوگ درخواستیں لے کر پھر رہے ہیں ان کے بال سفید ہو چکے ہیں آج آپ کے وہ ڈاکو اشتہار دیتے ہیں اس میں وہ کہتے ہیں کہ آئیے ہمارے در آپ کے لئے کھلے ہیں آپ آئیے اور ڈاکو بنیئے آپ کو پانچ ہزار روپے تنخواہ فراہم کی جائے گی جناب پانچ ہزار روپیہ تنخواہ اور بقول ان کے اگر آپ اس مہم میں شہید ہو گئے تو پھر آپ کے گھر والوں کو لاکھ ڈیڑھ لاکھ روپیہ دیا جائے گا اور وزارت داخلہ قانون اور پولیس سے بھی عمر بھر کے لئے تحفظ ہماری ذمہ داری ہے۔ جناب اس بحث میں پڑے بغیر محب شیدی کا کس طرح سے استقبال ہوا کس طرح سے اسے ایوارڈ دیا گیا کس طرح سے اس کے سامنے نذرانے پیش کئے گئے ' اس کا استقبال کس والہانہ انداز میں ہوا' یہ باتیں آپ کے علم میں ہیں اور آپ کے اخبارات نے اس سلسلے میں جو کچھ لکھا سامنے ہے۔

جناب والا! میں یہی گزارش کروں گا کہ اس وقت صورت حال اس طرح سے ہے کہ شرفاء کے لئے یہی کہا جاتا ہے کہ جناب آپ کلاشنکوف نہ رکھیں۔ جناب اس وقت ڈاکوؤں کے پاس اور مخصوص افراد کے پاس کلاشنکوف ہیں' بازاروں میں جیپوں پر سٹین گنز فٹ کرا نے پھرتے ہیں۔ مارٹر ان کے پاس ہیں' یہ چیزیں انہیں کس نےفراہم کی ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جناب آپ ایک غریب آدمی کو تو کہہ دیتے ہیں کہ آپ اپنے اسلحہ کو جمع کروائیں لیکن اسکے تحفظ کے لئے کچھ بھی نہیں کرتے۔ میں آپ کو یہ بھی بتا دوں اور شاید آپ کے علم میں ہو کہ وہاں پر وڈیروں کا' جس طرح سے ان کا اپنا بنگلہ ہے" اپنی سواری کی اس کی ضرورت ہے' اپنے ٹیلیفون کی اسے ضرورت ہے' اسی طرح سندھ کے وڈیروں کے لئے ڈاکوؤں کا رکھنا بھی ضروری ہے۔ جناب والا! باقاعدہ طور پر وڈیرے تنخواہوں پر اپنے لئے ڈاکو پالتے ہیں اور ڈاکو رکھتے ہیں۔ اور جام صادق صاحب جو انداز اختیار کرتے ہیں' وہ تو یہ کہتے ہیں کہ جناب میں تو ایک عجب کام کرتا ہوں' میں تو صرف بلال وڈیرے کے ڈاکوؤں کو گرفتار کرتا ہوں اور جب وہ ڈاکو گرفتار ہو جاتے ہیں' تو وہ وڈیرہ چاہے وہ پیپلز سے تعلق رکھتا ہو' چاہے جئے سندھ سے یا کوئی آزاد ہو' وہ بےچارہ سوچتا ہے کہ میری حفاظت کون کرے گا تو یہ سوچ کر وہ جام صادق صاحب کے قدموں میں جھک جاتا ہے۔

جناب والا! آپ طریقہ واردات دیکھیئے، یعنی ڈاکو پالے جاتے ہیں، ڈاکو تنخواہوں پر رکھے جاتے ہیں تاکہ دوسرے ڈاکوؤں سے اس وڈیرے کو تحفظ فراہم کیا جائے۔ آپ مجھے بتائیے کہ وڈیرا تو ڈاکوؤں کو پال سکتا ہے لیکن ایک عام شہری جو اپنے دو بچوں کو نہیں پال سکتا جناب چیئرمین! وہ کس طرح ڈاکوؤں کو پال سکے گا۔

میں یہی گزارش کروں گا کہ خدارا، آپ یہاں "ہاں اور ناں" پر نہ جائیے۔ آپ ایک قانون بناتے ہیں اور آپ ہمیں تلقین کرتے ہیں کہ قانون شکنی نہ کریں لیکن ہماری مجبوریاں ہیں، ہم فریاد کرتے ہیں، بلوچستان کے افراد اس کو جس کو وہ اپنے زیور سمجھتے ہیں، آپ اس سے انہیں محروم کر رہے ہیں۔

جناب والا! آپ آج یہ دیکھیئے کہ آپ نے ایک مہم چلائی۔ آپ نے ریڈیو پر، ٹی وی اور اخبارات میں اشتہارات دیئے اور آپ نے کہا کہ جناب اسلحہ جمع کروائیں۔اس کے لئے آپ نے پہلے کیا تاریخ دی تھی، آپ نے اس کے لئے پہلے مئی کی تاریخ دی، پھر جون کی تاریخ دی اور پھر جولائی کی تاریخ دی، اگست کی تاریخ دی لیکن عجیب بات ہے جناب، شاید آپ نے بھی وہ اشتہار دیکھا ہے کہ اس میں سنہ نہیں لکھا ہوا ہے ، اس میں سنہ درج نہیں تھا۔ تو جناب آپ یہ مہم کس وقت تک چلائیں گے۔ یہ تاریخیں آپ اس لئے بڑھا رہے ہیں کہ آپ کو خود اپنے قانون پر یقین نہیں ہے ۔ آپ کو خود اپنی گرفت پر اعتبار نہیں ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں بتایا جائے کہ کتنا پیسہ ریڈیو پر، ٹی وی اور اخبارات میں اشتہارات پر اس مقصد کے لئے خرچ کیا گیا ہے اور اس کے جواب میں کتنا اسلحہ جمع ہوا ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ فی کلاشنکوف کے حساب سے ، اسلحہ جمع کرانے کے لئے جو وزارت نے اشتہارات پر خرچ کیا ہے، اس کو آپ کے سامنے رکھیں تو یہ ۲۰ ہزار روپے بنتے ہیں۔ اس لئے ہم درخواست کرتے ہیں کہ خدا کے لئے آپ ایسا قانون بنائیں جو یہاں چل سکے، جس پر لوگ عمل درآمد کر سکیں۔ اگر آپ عوام کو تحفظ فراہم کر سکیں تو وہ غریب آدمی اپنے تحفظ کے لئے 20/17 ہزار روپیہ مالیت کلاشنکوف اپنے پاس کیوں بند رکھے گا وہ تو اسے نیلام کر کے اس پیسے کو اپنے بال بچوں کے لئےاور اپنی دیگر ضروریات پر خرچ کرے لیکن اگر اسے تحفظ حاصل نہیں ہے، تو وہ اسے اپنے پاس رکھنے پر مجبور ہے۔ اگر وہ اسلحہ اپنے پاس نہ رکھے تواس کے بچوں کو اغواء کیا جاتا ہے۔

جناب میں آج بھی کہتا ہوں کہ وزارت داخلہ کے محکمہ پولیس کے ایک اے ایس آئی

کے بھائی کو اغواء کیا گیا ہے۔ بھائی کے اغواء کے بعد وہ یہاں پر آیا ہےاور اس کے لئے میں نے بذات خود پیر پگاڑا سے بات کی کہ جناب یہ کیس آپ کے حلقہ میں ہوا ہے آپ کچھ کریں۔ لیکن کچھ نہیں ہوا اور وہ آج بھی رو رہاہے اور اس سے کہا گیا ہے کہ جناب آپ ہمیں ۱۰ لاکھ روپیہ دے دیں تو ہم آپ کے بھائی کو رہا کریں گے۔ جب آپ اپنے ادارہ کے ایک ملازم کے بھائی کو تحفظ نہیں دے سکتے تو پھر آپ پہاڑوں میں، خیابانوں میں اور جنگلوں میں، دیہاتوں میں بسنے والے غریب عوام کو کس طرح اس قانون کے تحت تحفظ فراہم کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین صاحب! میں تو یہی گزارش کروں گا کہ کوئی بھی کسی پر الزام لگا سکتا ہے۔ جناب والا! اگر ہمارے درمیان سیاسی اختلافات ہیں تو کل آپ مجھ پر بھی الزام لگا سکتے ہیں۔ میرے گھر میں اگر کچھ بھی نہ ہو تو پھر بھی میرے گھر سے آپ مارٹن یا پھر ایف۔16 برآمد کر سکتے ہیں آپ میرے گھر سے ایٹم بم برآمد کرسکتے ہیں جناب اس میں کون سی بڑی باتہے لیکن جناب میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب سردار ثناء اللہ زہری کے گھر پر چھاپہ مارا گیا تو اس کے متعلق یہی کہاگیا کہ اس کے گھر سے اسلحہ برآمد ہوا ہے تو جناب چیئرمین صاحب! جب اس نے یہ کہا کہ اگر تم یہ کر سکتے ہو تو ہم بھی بلوچستان میں قبائل ہیں، اگر جام صاحب تم بلوچستان میں آؤ گے تو پھر آپ کو بتائیں گے کہ ہم تم سے کیا کچھ برآمد کر سکتے ہیں۔ وہی جام صادق جس نے ایف آئی آر درج کرائی، جس نے اس غریب کو ہتھکڑیاں لگائیں، جس کے پرچم کو پھاڑا گیا جو کہ اس کی گاڑی کے سامنے لگا ہوا تھا، اسی وزیر سے بلوچستان ہاؤس میں آکر جام صاحب نے معافی مانگی اور اس نے وعدہ کیا کہ وہ خود خضدار جاکر نہ صرف سردار ثناء اللہ سے بلکہ پوری قوم سے معافی مانگیں گے، اگرچہ وہ اس وعدہ کو اپنے دوسرے وعدوں کی طرح پورا نہیں کر سکے۔

جناب چیئرمین صاحب! ہم یہی کہیں گے اور یقین جانیئے کہ ہمارا مقصد قانون شکنی نہیں ہے لیکن اگر ہماری باتوں میں کوئی وزن ہے تو خدا کے لئے آپ اس قانون کو اس انداز سے استعمال نہ کریں۔ آپ ہماری دلیلوں کو وزنی سمجھتے ہیں، دیگر معزز اراکین کی وزنی دلیلوں پر جس طرح بہرہ ور سعید صاحب یا دوسرے اراکین ڈیسک بجاتے ہیں لیکن جب کسی بل پر رائے کے لئے "ہاں" یا "ناں" کے لئے کہا جاتا ہے تو اس وقت مصیبت یہ ہے کہ اپنی مجبوریوں کے تحت "ہاں" یا "ناں" میں جواب دیا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ خدا کے لئے اگر ہمارے دلائل وزنی ہیں تو ان کو سامنے رکھیں ۔ یہاں آپ امن و امان قائم رکھیں تو آپ کے پاس لوگ خود ہی آ کر

اسلحہ جمع کروائیں گے لیکن اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو پتہ چلے کہ کس کے پاس اسلحہ ہے تو پھر اس قانون میں ترمیم کیجئے کہ جس کسی شریف شہری نے اپنی مجبوری اور ضرورت کے تحت کوئی اسلحہ رکھا ہے تو اس کے لئے صرف یہ ضروری ہو کہ وہ تھانہ میں اندراج کرا دے کہ میرے پاس اسلحہ ہے۔ پھر آپ اس کو ایک سادہ چٹ پر اسلحہ لائسنس جاری کریں یا اسے اجازت دیں کہ جب تک آپ کی وزارت داخلہ اس ملک میں امن و امان قائم نہیں کر سکتی اس وقت تک وہ شخص اپنی حفاظت کے لئے' اپنے دفاع کے لئے' اپنے بچوں کے دفاع کے لئے' اپنی عزت کے لئے اپنی عصمت کے دفاع کے لئے' اپنے مال و دولت کے دفاع کے لئے اس اسلحہ کو اپنے پاس رکھے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب والا! میں یہی گزارش کروں گا کہ ہم یہاں اختلاف برائے اختلاف کی بات نہیں کرتے بلکہ اصول کی بات کرتے ہیں۔ جہاں تک اسلام کی بات کا تعلق ہے' یحییٰ بختیار صاحب نے اس کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے' میں عرض کرتا ہوں کہ میں یحییٰ بختیار صاحب کی اکثر باتوں کی تائید کرتا ہوں لیکن عجیب بات ہے کہ

کیا تنگ بتوں نے تو خدا یاد آیا

ہم یہی کہتے ہیں کہ جناب اپوزیشن میں سب کو اسلام یاد آتا ہے' خدارا کسی کو اقتدار کی کرسی پر بھی اسلام یاد آئے اور اگر اسلام کی بات کرتے ہیں' آج میں چیلنج کرتا ہوں کہ اسلام کے مطابق آپ کا یہ بل ٹوٹل غلط ہے کیونکہ اسلام میں کسی بھی لائسنس کی گنجائش نہیں ہے۔ آپ کے لئے یہی ہے کہ آپ اسلحہ جمع کریں اس کے بعد اگر اس کے جائز اور ناجائز کی بات کریں گے تو میں کہتا ہوں کہ ہم کو جناب قانون شکنی کے مرتکب نہیں ہونا چاہیے۔ ہمیں آپ بچا سکتے ہیں' یہ معزز ایوان بچا سکتا ہے لیکن اگر آپ نے ون وے ٹریفک چلائی آپ نے اس بل کو منظور کیا تو ہم آج بھی' کل بھی' برملا یہ کہیں گے کہ جے یو آئی کا موقف ہے کہ(+ XXXXX)۔

جناب چیئرمین۔ قانون شکنی کی ترغیب دینا ' یہ مناسب نہیں ہے یہ الفاظ حذف کئے جائیں۔ آپ بل کی مخالفت کریں قانون کی مخالفت کریں آپ یہ کہیں کہ اسے پاس نہ کیا جائے۔

حافظ حسین احمد۔ جناب! آپ بتائیں کہ کیا ہمارے دلائل وزنی نہیں ہیں۔

+ بحکم چیئرمین حذف کیا گیا

جناب چیئرمین۔ آپ کے دلائل وزنی ہیں. لیکن وزنی دلائل کے باوجود اگر یہ بل پاس ہو جاتا ہے، تو پھر یہ کہنا کہ اس کے باوجود اسلحہ جمع نہ کروائیں یہ اچھا رویہ نہیں ہے۔ I and would again request you کہ یہ بات نہ کریں۔ جناب فتح محمد خان صاحب۔

جناب فتح محمد خان۔ جناب چیئرمین صاحب! شکریہ میں نے جو تقریروں سے اندازہ لگایا ہے وہ تو یہ ہے کہ یہ قانون یا تو ہم سندھ کے لئے بنا رہے ہیں یا اپوزیشن کے لئے بنا رہے ہیں یا کسی مخصوص طبقہ کے لئے بنا رہے ہیں۔ دراصل ہم یہ نہیں سوچتے ہیں کہ قانون جو ہوتا ہے وہ سارے ملک کے لئے ہوتا ہے۔ اس میں یہ بات نہیں ہے کہ ہم آج حکومت میں ہیں تو کل بھی رہیں گے، ایک سال بعد بھی رہیں گے ۔ ہو سکتا ہے کہ ایک سال کے بعد ان کی حکومت آ جائے یا کسی اور کی حکومت ایک سال بعد آ جائے اور یہی قانون جو ہم بنا رہے ہیں یہ ہمارے گلے پڑ جائے۔ میں نے چند دوستوں کی تقاریر سے اندازہ لگایا ہے کہ جیسے ان کا خیال ہے کہ ہم یہ قانون مخالفوں کے لئے بنا رہے ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ان کی سوچ صحیح نہیں ہے۔ ان کی سوچ قانون سازی کے لئے ہونی چاہیے، ان کی یہ سوچ قانون سازی کے منافی ہے۔ جو قانون ہم بناتے ہیں وہ گیارہ کروڑ انسانوں کے لئے بناتے ہیں۔ یہ قانون جو ہے یہ پانچ سالوں کے لئے بھی ہو گا۔ بیس سالوں کے لئے بھی ہو گا۔ ہم یہ قانون پاس کر کے اپنے اوپر ایک تلوار لٹکانا چاہتے ہیں جو ہر وقت ہمارے اوپر لٹکتی رہے گی اور ہم اس کے نیچے دبے رہیں گے یہ قانون جو ہے یہ سراسر ناانصافی اورغلطی پر مبنی ہےاور جیسے ہم نے اور سزائیں سنائی ہیں یا سناتے رہے ہیں یہ بھی ایسے ہی ہے۔ جیسے ہمارے پشاور میں دو آدمیوں کو سزا ہوئی جن کا ایک ہاتھ کاٹنا تھا اور دوسرے کا پاؤں کاٹنا تھا، لیکن چونکہ وہ امریکن سٹیزن تھے اس لئے ان کو تو بری کر دیا گیا۔

جناب چیئرمین۔ یہ بات بھی غلط ہے۔ عدالت نے فیصلہ کیا ہے اور یہ بات نہیں کہی کہ یہ امریکن سٹیزن ہیں، انہوں نے کہا ہے کہ ثابت نہیں ہو سکتا ہے۔ عدالت پر اس قسم کے حملے کرنا کوئی مناسب بات نہیں ہے۔

جناب فتح محمد خان۔ بہرحال میں اسے چھوڑ دیتا ہوں۔ جناب والا! جو اسلحہ کے جمع کرانے کی بات ہے یہ اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک ملک میں امن و امان کی حالت بہتر نہیں ہوتی۔ اور امن و امان کی حالت تب بہتر ہوگی جب مفروروں اور اجرتی قاتلوں کے اڈے

ختم نہیں ہو جاتے جیسے کہ ہمارے فرنٹیئر میں ہے، وہاں مفروروں اور اجرتی قاتلوں کے اپنے اڈے ہوتے اور ان اڈوں کے متعلق پولیس والوں اور انتظامیہ والوں کو پتہ ہوتا ہے ۔ وہ تیس ہزار یا چالیس ہزار روپے کے عوض لوگوں کو مار دیتے ہیں لیکن پولیس والے حملہ نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ وہ تیس یا چالیس آدمی ہیں ہم ان کے ساتھ کیوں مقابلہ کریں۔ ہو سکتا ہے ہم میں سے پانچ یا چھ آدمی مر جائیں تو کوئی پوچھنے والا بھی نہیں ہو گا۔ اگر ہم ان کو پکڑ کر عدالت میں پیش کر دیں تو یہاں سے ان کی ضمانت ہو جاتی ہے۔

جناب والا! جب تک ان کے پاس اسلحہ ہو گا اور باقی لوگوں سے ہم اسلحہ چھین لیں گے تو پھر ان کی حفاظت ہم کس کے حوالے کریں گے۔ جناب والا! اب تو بات یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ جب تک اس کے سرہانے بندوق نہ ہو تو وہ سو نہیں سکتا اور اسے یہ بھی پتہ نہیں ہو گا کہ وہ اس کی عزت اور گھر کو لوٹ لے گا۔ صرف بندوق کے سہارے لوگ جی رہے ہیں۔ ہمیں اتنی جلدی کیوں ہے اب جب افغان مسئلہ حل ہو گا اور یہ 30 لاکھ مہاجرین واپس چلے جائیں گے اور بندوق اپنے ساتھ لے جائیں گے تو پھر ہم ترجیحاً پہلے پنجاب میں کر لیں گے بعد میں سندھ میں ہو جائے لیکن سرحد اور بلوچستان میں تو یہ ہو نہیں سکتا خاص کر فرنٹیئر میں دس میل کا ایریا settled area ہوتا ہے اور پھر دس میل کا فاصلہ ٹرائبل ایریا شروع ہو جاتا ہے-----

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا! گزارش یہ ہے کہ جو مقررین حضرات اس بل پر اعتراض کرتے ہیں وہ ذرا ہمارے علم میں لائیں کہ کس شق پر ان کو اعتراض ہے اور اس میں کیا خرابی ہے وہ کس صوبے کی بات کر رہے ہیں کس امن عامہ کی بات کر رہے ہیں یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے متعلقہ شق کی نشاندہی کریں۔

جناب چیئرمین۔ یہ جنرل پرنسپل پر بات ہو رہی ہے ۔ جی فتح محمد خان صاحب۔

جناب فتح محمد خان۔ جناب ہمارے بہرہ ور سید صاحب پشاور شہر میں رہ رہے ہیں اس لئے یہ کہتے ہیں کہ ضرورت نہیں ہے ۔ میں صرف ان سے یہ کہتا ہوں کہ ہر ضلع سے لوگوں سے اسلحہ جمع کروائیں تو پھر میں مان جاؤں گا کہ واقعی یہ قانون باقی پاکستان میں بھی ہونا چاہیے ان کو پتہ ہے کہ اس وقت ضلع دیر میں کتنی کلاشنکوف موجود ہیں یہ کیسے لے سکیں گے ؟ یہ قانون صرف جام صادق علی کے لئے نہیں بنا رہے ہو سکتا ہے کل فرنٹیئر میں بھی کوئی جام

صادق علی آ جائے اور وہ ایسا کرے۔ یہ قانون صرف اپوزیشن کے لئے نہیں میں ان سے صرف یہی کہتا ہوں کہ اپنے ضلع دیر والوں سے اسلحہ جمع کروا دیں باقی پاکستان کی ذمہ واری میں لوں گا اور جو اسلحہ ہے جمع کروا دوں گا۔ اس عمل سے پاکستان کی بدنامی ہو گی اور لوگوں میں عدم تحفظ کا احساس پیدا ہوگا اس کے علاوہ اس میں کوئی چیز نہیں ہے ۔ ہماری پشتو میں ایک مثال ہے کہ ایک طرف تانگ ہے اور دوسری طرف پڑانگ ہے مطلب یہ ہے کہ دونوں طرف خطرے ہی خطرے ہیں۔ آدمیوں سے اسلحہ جمع کرائیں گے تو ان کو پتہ ہوگا کہ اسے دو تین دن میں قتل کر دیا جائے گا ان کے گھروں کو لوٹا جائے گا اور عزت محفوظ نہیں رہے گی اور دوسری طرف اگر وہ جمع نہیں کرائے گا تو ہر وقت یہ خطرہ رہے گا کہ ہو سکتا ہے کہ اس کا کسی پولیس والے سے جھگڑا ہو جائے یا وہ خفا ہو جائے تو وہ کہے کہ میں نے اس کے گھر سے کلاشنکوف برآمد کیا ہے اور اس بیچارے کی ساری جائیداد بھی ضبط ہو جائے گی اور ساری عمر جیل بھی کاٹنی پڑے گی۔ یہ ایسی سزا ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ ہمیں ایسی مثال پیش کرنی چاہیے کہ جو دنیا میں موجود نہ ہو اور ہم اپنے آپ کو مہذب ملک سمجھتے ہیں وحشی نہیں سمجھتے ہم کو ایسا قانون بنانا چاہیے کہ جس کی دنیا میں کوئی مثال نہ ہو۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم جو اختیارات دیتے ہیں کہ کسی ضرورت کے وقت استعمال کریں گے لیکن لوگوں نے 43 سال کی تاریخ میں دیکھا ہوا ہے کہ جب حکومت کے پاس کوئی بھی اختیار آ جاتا ہے تو فوراً اسے استعمال کرنا ہے ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت کس کس اور کن کن لوگوں کو نہیں پکڑا گیا اور کہتے یہ تھے کہ پاکستان کو اس شخص سے خطرہ ہے حالانکہ اس بے چارے سے خطرہ ہوتا نہیں تھا لیکن جس کو وہ مخالف سمجھتے ہیں اس کو کہتے ہیں کہ اسے اس میں ڈال لو۔ ٹھیک ہے آج یہ ہماری حکومت ہے کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن اس کی گارنٹی یہاں کوئی نہیں ہے کہ پیسوں یا حکومت کے زور سے ہمیشہ کے لئے ہم کرسی پر بیٹھے رہیں گے اس کی کوئی گارنٹی نہیں ہے یہ ملک سب لوگوں کا ملک ہے اور کسی کی حکومت کسی وقت بھی آ سکتی ہے لہذا ہمیں ایسے غلط قانون نہیں بنانے چاہئیں جس سے سارے لوگ خوف و ہراس کی زندگی بسر کر سکیں اور جو ناقابل عمل ہو۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جناب فصیح اقبال صاحب۔

سید فصیح اقبال۔ جناب چیئرمین ! پچھلے دو دن سے جب سے بل پیش ہوا ہے تو

ہمارے معزز ساتھیوں نے کافی دلائل سے باتیں کی ہیں میں سب سے پہلے یحییٰ بختیار صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنے شاندار طریقے سے اسلامی نقطہ نظر سے یہ ثابت کیا ہے کہ اس بل کی ضرورت کیا ہے یہ بل کسی پارٹی کا نہیں ہے ہمیں اس بل کو پہلے پڑھ بھی لینا چاہیے بغور مطالعہ کر کے دلائل لائے جائیں تو میرے خیال میں وہ بڑی وزنی ہوں گے اسلام میں کون کون سی چیزیں ہیں۔ اس سے پہلے کہ ہم یہاں فیصلہ کریں لوگ شریعت کورٹ میں بھی جا سکتے ہیں تو ایسا نہ ہو کہ بل کی کوئی شق وہاں جا کر خراب ہو۔

جہاں تک یہ ہے کہ اس کا تعلق دو تین صوبوں سے ہے میں بلوچستان سے تعلق رکھتا ہوں اور بلوچستان کے متعلق جو ساتھیوں نے کہا اس کی میں مکمل تائید کرتا ہوں وہاں روایات جاری ہیں اور بلوچستان کے بعض خطے آج بھی ایسے ہیں جہاں پاکستان کا قانون لاگو نہیں ہے اس میں کوئی گھبرانے کی بات نہیں ہے ۔ میں چیئرمین صاحب! آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہاں کے دو قبائل ایسے ہیں جن کا اپنا code of conduct ہے اور اس میں تحفظ سب سے بڑی چیز ہے۔ آج پاکستان کی ۴۲ سالہ تاریخ میں بلوچستان سب سے پرامن صوبہ کیوں رہا ہے اس میں آپ کی انتظامیہ کا کوئی کمال نہیں ہے کیونکہ پاکستان کے قیام کے بعد ایگزیکٹو نے انتظامیہ نے بدامنی پھیلائی ہے امن پیدا نہیں کیا۔ لیکن جو قبائلی سوسائٹی ہے اس میں خامیوں کے ساتھ ساتھ خوبیاں بھی ہیں اور اس سوسائٹی میں balance of power رکھا ہوا ہے آپ کسی چھوٹے قبیلے یا بڑے قبیلے کے کسی آدمی کو دبا نہیں سکتے یہ رواج ہے balance of power کا' اور اسلحہ آج کی شکل میں کلاشنکوف ہے کل یہ ڈنڈے کی شکل میں تھا پرسوں تلوار کی شکل میں تھا اور ان کا اسلحہ رکھنا ایک اعزاز اور زیور کی شکل میں ہے۔ بلوچستان میں جو اسلحہ کے متعلق آپ سمجھ رہے ہیں افغانستان کے بعد وہاں اسلحہ کی نمائش زیادہ ہوئی ہے ' اسلحہ تو پہلے بھی تھا۔ تو بہتر یہ ہوتا کہ آپ اس کو لاء میں ترمیم کرتے کہ آپ تمام لوگوں کو اور قبائل کو لائسنس دیں اور کہیں کبھی ایسا ہوا ہے کہ لوگوں سے اسلحہ لے لیا جائے ۔ ہمارے علاقے میں ڈاکوؤں کی بھرمار نہیں ہے لیکن ہماری بہت سی قبائلی رنجشیں ہیں جہاں اسلحہ استعمال ہوتا ہے لیکن اس کا بھیانک طور طریقہ ہے' فیصلہ بھی ہمارے جرگہ میں بزرگوں کی رائے سے ہوتا ہے۔

جہاں تک اس بل کو میں نے پڑھا ہے تو اس کے اختیارات صوبوں کو دیئے ہیں اس پر مجھے اعتراض ہے کہ جب مرکزی حکومت یہ سمجھتی ہے کہ بعض علاقوں پر اس کا اطلاق نہیں

ہوتا تو اس کو صوبائی حکومت کی مرضی پرکیوں چھوڑا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ترمیم ہو جانے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی صوبائی حکومت کسی خاص شخص پر ہاتھ ڈال کر اس کو ناجائز استعمال کرے جو وہ کر سکتی ہے تو پھر آپ قانون کو کسی کے رحم و کرم پر نہ چھوڑیں۔

اس میں مجھے ایک اور شق پر اعتراض ہے وہ یہ ہے کہ اس کا اطلاق جو ہے یہ آپ مان گئے ہیں کہ بلوچستان' اور پاکستان کے دوسرے صوبوں سرحد' پنجاب' یا سندھ کے بعض علاقوں میں صوبائی حکومت کی مرضی پر ہو گا ان کی مرضی کے بغیر فیڈرل حکومت اطلاق نہیں کرے گی لیکن یہ ابہام کیوں رکھا گیا ہے اس کو آپ صاف کر دیں کہ یہ علاقے مستثنیٰ ہیں اور اگر کوئی فول پروف انتظام آپ نہیں کرتے تو میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس قسم کے حالات سے حکومت اپنے لئے ایک نیا ایشو کھڑا کر رہی ہے میرا خیال ہے بلوچستان میں جس طرح یہ پیغام یہاں سے جا رہا ہے کہ ہر آدمی اسلحہ جمع کرانے کس نے اسلحہ جمع کرانا ہے آپ شہر میں دیکھئے تمام پبلسٹی کا counter productive اثر ہوا ٹھیک ہے ہم نہیں چاہتے کہ اسلحہ کی نمائش ہو لیکن جہاں وہ نمائش ہورہی ہے وہاں حکومت پکڑ بھی تو نہیں سکتی حکومت انتظامیہ کے ہاتھوں میں ہے اور آپ کو پتہ ہے کہ کوئی قانون جتنا اچھے سے اچھا آپ بنائیں جب تک کہ اس کے نفاذ کا مسئلہ درست نہ ہو کہ اس پر کس طرح عملدرآمد ہوتا ہے وہ کن لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اس میں قانون بنانے والوں کا فرض ہے میرا فرض ہے بحیثیت سینیٹر کے کہ میں اپنے علاقے کے عوام کا مکمل طور پر تحفظ کروں اور جتنا ہو سکے میں ایسی قانون سازی میں ساتھ دوں جو قانون سازی ہمارے عوام اور ملک کے عوام کے مزاج کے مطابق ہو تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس قانون میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں تھا کہ جس میں کوئی ہم سیاسی فائدہ اٹھائیں' میرے چند دوستوں نے ----- پی ڈی اے کے اقبال حیدر نے' میں ان کا بڑا احترام کرتا ہوں انہوں نے اس کو کافی politicise کیا اس میں مسئلہ یہ نہیں' مسئلہ یہ ہے کہ آپ کو پتہ ہے بعض جگہ بعض مخصوص حالات میں اسلحہ رکھنا ہی امن کی ضمانت ہے تو اس کا آپ کیوں انکار کر رہے ہیں اور میرا خیال ہے کہ اسی طرح سے سندھ میں بعض علاقے ہیں۔ ہمارے غفار صاحب نے بڑے کھل کر جو آپ کو جو چیزیں بتائیں میرے خیال سے آنکھ کھولنے کے لئے کافی ہیں اور ابھی تک ہماری حکومت نہیں سمجھتی میرا خیال ہے کہ اس پر نوٹس لینا چاہیے اگر وزیر داخلہ چوہدری صاحب یا آپ ہدایت کریں تو اس میں جو نقائص ہیں وہ حکومت دور کر دے تو اس بل میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر آپ اس کو بغیر نقائص دور کئے پاس کریں گے تو پھر یہ ایسا قانون ہو گا جو عوام کو تحفظ

نہیں دے سکے گا ایگزیکٹو نے پاکستان میں ایسی پاورز کا اتنا غلط استعمال کیا ہے کوئی قانون نہیں ہے آج ایف آئی اے کا نام ہے یعنی terror کسی آدمی کے پاس ایف آئی اے سے ایک چٹھی آ جائے وہ رات کو سوتا نہیں ہے وہ سمجھتا ہے پتہ نہیں کیا تشدد ہو گا ابھی ایک پریس مین کا ذکر ہوا تھا اس کے بارےمیں ہمیں ابھی تک کوئی حکومت کی طرف سے صحیح تفاصیل نہیں آئیں لیکن جو کچھ اخبار میں چھپا ہے وہ اتنا شرمناک ہے کہ اگرکوئی سن لے تو کیا وہ سمجھے گا کہ ہم ایسے مہذب ملک میں رہتے ہیں جہاں اس کو آپ سگریٹ سے داغیں کسی حکومت کو یہ حق نہیں ہے کہ کسی عام آدمی پر ایسا ظلم و تشدد روا رکھے خواہ کسی بھی پارٹی کی حکومت ہو اور ہماری پارٹی تو ایک اصول کےتحت آئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ کوئی انکار کر سکتا ہے یحییٰ بختیار صاحب کی اس بات سےکہ آپ نے جو شریعت لاء پاس کیا ہے اس کے تحت آپ کیجیئے فیصل آپ نے شریعت بل پاس کیا ہے کہ اسلام پاکستان کا سپریم لاء ہے اب اس کے تحت آپ فیصلہ کیجیئے یہ توقانون نافذ ہے اس میں کوئی ایسی بات نہیں اس میں کوئی ابہام نہیں ہے اور اس میں شرم کی کیا بات ہے ہم ہر چیز کو ایک مرتبہ کر لیتے ہیں یعنی ہمارے ملک میں جو رواج ہے قرارداد مقاصد ہے ہمارے آئین میں وہ بھی کافی ہے اسلامی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے اس میں ہمارے تمام علماء کا متفقہ فیصلہ ہے تو ہم کیوں اس چیز سے ڈرتے ہیں قانون کا چونکہ ہر عام آدمی سےتعلق ہے اس لئے عام آدمی اس کو محسوس ۰کرتا ہے اس ملک میں عجیب بدقسمتی ہے کہ ہم نے قانون سازی نہیں کی ہر کام میں حکومت کا دخل ہے یعنی آپ کے کھانے میں پینے میں آپ شہر سے جائیں تو بھی حکومت کا دخل آپ کوموٹر لینا ہو تو پرمٹ لینا پڑے یعنی یہ کوئی ایسا ملک ہے جس میں حکومت کہتی ہے کہ ایک پوری پارٹی بیوروکریسی کی ہے کہ آپ کو ہر کام میں بات کرے ہر آدمی الرجک ہے ۔ میرے بہت سے ممبروں نے بل کو پوری طرح نہیں پڑھا لیکن چونکہ ایک سب سے بڑا مسئلہ اسلحہ کی واپسی ہے ہم سب لوگ اسی پر بحث کر رہے ہیں تو حکومت کو چاہیے کہ کھلے دل سے اور ایک اچھی حکومت منتخب حکومت جمہوری حکومت کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ تمام چیزیں اتفاق رائے سے کرے اس میں اس کا بھی فائدہ ہے اس کی اپنی لائف کے لئے فائدہ ہے ورنہ یہ تو آپ دیکھیں کہ آج ہی لاء میں ہے میں نے اس کی تین چارشقیں پڑھی ہیں ایک شق اس میں یہ ہے کہ وفاقی حکومت صوبائی حکومت کی مرضی کے بغیر ------ آپ اب اندازہ کریں کہ ہمارے ملک میں چار صوبائی حکومتیں ہیں ہرصوبائی حکومت کے بارے میں مختلف نقطہ نگاہ ہے کہ وہ کیا استعمال کریں گے اس لئے بہتر یہ ہے کہ اگر یہ

ترمیمات ہوں تو گنجائش ہو سکتی ہے کہ ہم اس کو پاس کریں۔

اس بل میں صرف یہ نقص ہے کہ بہت دیر کے بعد بنا ہے آج ان کو پتہ ہے کہ سندھ کے اندر جس طرح آزادانہ اسلحہ کا استعمال ہوا ہے لاہور میں استعمال ہوا ہے کوئٹہ میں استعمال ہوا ہے پشاور میں استعمال ہوا آج کل بھی ایک قانون موجود ہے جس کے تحت ناجائز اسلحہ قابل ضبطی ہے لیکن کبھی نہیں ہوا کہ پولیس نے ضبط کیا ہو بلکہ پولیس نے لوگوں کو پھانسنے کے لئے جس طرح کسی کے گھر میں چرس ڈال دی کسی کو پکڑوانے کے لئے، اسی طرح ناجائز اسلحہ کے لئے کریں گے اور پھر سزا دیکھیئے ۱۵ سال، ۲۵ سال یعنی آپ کے ملک میں قتل وغارت ان چیزوں کے عبرتناک سزائیں ہونی چاہئیں یہ چیزیں تو ایسی ہیں کہ اس کے اوپر یعنی کوئی ایس ایچ او بلکہ ایک کانسٹیبل کو یہ پاور ہے کہ جائے اور کئے کہ صاحب آپ کے پاس یہ جو اسلحہ ہے -------- اگر لائسنس بھی ہے میں نے دیکھا ہے پچھلے دنوں ہاؤس میں ڈسکس ہوا تھا ایک آدمی کے پاس لائسنس بھی تھا اس کے گھر پر تھا اس کو گھر جانے نہیں دیا گیا اس کو کہا کہ رات کو آپ حوالات میں رہیں۔ اس کا اطلاق ہم سب پر ہوتا ہے اور جتنے قوانین ہیں ان سب کا اطلاق ہم پر ہو رہا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اسلامی اصولوں کا پاس بھی رکھیں اس میں کوئی ایسی privacy کو آپ infringe نہ کریں۔ ہمارے جید علماء بیٹھے ہیں جناب نیازی صاحب بھی وہ بھی اس بات سے متفق ہوں گے۔ نظریاتی کونسل کی تمام چیزیں آ چکی ہیں آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں آپ بھی دیکھیں کہ اس میں جو بھی سقم ہے اس کو دور کریں۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ، شہزاد گل صاحب۔

جناب شہزاد گل۔ جناب چیئرمین صاحب! شکریہ کافی بحث ہو چکی ہے میں ان باتوں کو نہیں دہراؤں گا لیکن اس معزز ایوان کے سامنے اپنی چند گزارشات پیش کروں گا اس میں شک نہیں کہ یہ قانون ملک میں امن و امان قائم کرنے کے لئے بنایا جا رہا ہے لیکن یہ خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ یہ قانون سیاسی مخالفین کے خلاف استعمال کیا جائے گا اور اسے انتظامیہ غلط طور پر اور اپنی من مانی کے ساتھ استعمال کرے گی اس وجہ سے اس کی ہم مخالفت کرتے ہیں اور اس کو کچھ زیادہ بہتر طور پر پیش کرنے کی استدعا کرتے ہیں کہ اس میں ترامیم کر کے اسے بہتر بنایا جائے، جناب والا جیسا کہ میرے محترم بزرگ دوست بہرہ ور سعید صاحب نے کہا کہ بل کی حقوں

پر بات کی جائے تو بل کی بعض کلازز ایسی ہیں جو یقیناً قابل ترمیم ہیں اس ملک میں ہر شخص ڈاکو نہیں ہے نہ ہر کوئی چور ہے اگر کسی کے پاس اسلحہ ہے تو اپنی حفاظت کے لئے رکھتا ہے لائسنس اگر اسے مل جاتا ہے تو بہتر ہوتا ہے اگر اسے لائسنس نہیں ملتا تو اپنی جان کی حفاظت تو ضروری ہوتی ہے لہذا وہ اپنے پاس بلا لائسنس اسلحہ رکھتا ہے آپ صبح شاید موجود نہیں تھے پارلیمنٹ کے ممبران کے لئے اسلحہ کے لائسنسوں کی بات ہو رہی تھی اور انہیں لائسنس یعنی کلاشنکوف یا ممنوعہ بور کے لائسنس نہیں دیئے جا رہے اب ہر ڈاکو کے پاس کلاشنکوف ہے ہر ڈاکو کے پاس مارٹرز ہیں سب کچھ ہے لیکن جو پرامن شہری ہیں اپنی حفاظت کے لئے ان کے پاس اچھی قسم کا اسلحہ نہیں ہے اس وجہ سے اگر کوئی اسلحہ رکھتا ہے تو وہ مجبوری کے تحت رکھتا ہے وہ کسی شوق کے طور پر نہیں رکھتا مجبوری ہوتی ہے دشمنی آ جاتی ہے تو اس وجہ سے اگر اس سے یہ اسلحہ چھین لیا جاتا ہے لے لیا جاتا ہے اس کو کہا جائے کہ جمع کرا دے وہ جمع کرا دے گا لیکن ایک تو یہ بات ہے کہ بل میں ایسی کوئی شق نہیں ہے یعنی ایسی کوئی کلاز نہیں ہے کہ اب اس نے تو ہزاروں روپے دے کر اپنی حفاظت کے لئے کلاشنکوف خریدی حکومت کہتی ہے کہ اسے جمع کرا دو وہ جمع کرا دے گا تو حکومت اس کو کیا معاوضہ دے گی اس قسم کی کوئی بات اس بل میں نہیں ہے اب اس بے چارے نے اپنے تحفظ کے لئے ایک اسلحہ خریدا تھا وہ اسلحہ بھی گیا وہ غیر محفوظ بھی رہا اور اس کو کوئی معاوضہ بھی نہیں دیا گیا یہ ایک بہت افسوس کی بات ہے اور مناسب نہیں ہے اس کو کچھ نہ کچھ معاوضہ دینا چاہیے۔

جیسا کہ میرے دوستوں نے کہا کہ صوبائی حکومت کی مرضی سے بعض علاقوں میں نافذ کر سکیں گے اور جس طرح فصیح اقبال صاحب نے کہا کہ جہاں اسلحہ کی ضرورت ہے اپنی حفاظت کے لئے بعض علاقوں میں تو ان کو کیوں نہ ابھی سے اس بل میں مستثنیٰ کیا جائے۔ دوسرا آپ کو تو پتہ ہے کہ صوبہ سرحد میں اور بلوچستان میں تیس لاکھ افغان مہاجرین ہیں اور ہر ایک کے پاس کلاشنکوف ہے راکٹ لانچر ہے میزائل ہیں سب کچھ ان کے پاس ہے مقامی لوگوں کے پاس کچھ نہیں ہے۔ جنیوا معاہدہ پر عملدرآمد کرتے ہوئے چاہیے تھا کہ ان مہاجرین کو واپس بھیج دیا جاتا لیکن ایسے کوئی آثار نہیں ہیں کہ یہ مہاجرین یا مجاہدین واپس چلے جائیں گے اب ان کے پاس تو اسلحہ ہے اور جب بیرونی امداد بند ہو رہی ہے سنا جا رہا ہے کہ دسمبر کے بعد بیرونی امداد بند ہو رہی ہے بند ہو گئی تو وہ کیا کریں گے سرحد اور بلوچستان میں وہی لوگ ڈاکے ڈالیں گے اور

ہم غیر محفوظ ہوں گے کیونکہ ان کا تو کوئی روزگار ہے نہیں اور نہ وہ روزگار کرتے ہیں اور اسلحہ ان کے پاس ہے تو وہی لوگ اس ملک میں بدامنی پھیلانے کے ذمہ دار ہوں گے اور ہم مقامی لوگ غیر محفوظ ہوں گے۔ اسی طرح سرحد میں قبائلی علاقہ ہے وہاں پر اسلحہ تیار کیا جاتا ہے وہاں اسلحہ بنتا ہے اور سارے پاکستان میں وہاں سے اسلحہ بھیجا جاتا ہے اور یہ سب کو پتہ ہے یہ تو کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے جب وہاں کافی اسلحہ موجود ہے تو مقامی لوگوں کو آپ غیر مسلح کر لیں تو ان کی حفاظت کا ضامن کون ہو گا۔ کیونکہ حکومت تو کچھ نہیں کر سکے گی ہم خداوند تعالیٰ کی حفاظت میں ہوں گے اور اس میں شک نہیں کہ اس نے ہر ایک کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے اور موت جو ہے وہ وقت پر آتی ہے لیکن ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ اپنی حفاظت اپنی پرورش اور نشو و نما کے لئے ہاتھ پاؤں ہلاؤ۔ تب اللہ بھی آپ کی مدد کرے گا۔

جناب والا! اس میں ایک کلاز ہے جیسے میرے دوست فصیح اقبال صاحب نے فرمایا کہ اس میں search والی کلاز ہے اب سرچ کے لئے کوئی غیر جانبدار شخص یا معزز شخص پولیس کے ساتھ ہونا چاہیے تب پولیس چھاپہ مارے یا علاقے کے دو چار معززین کی موجودگی میں پولیس تلاشی لے ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ جب ان کو پتہ چلے تو وہ چھاپہ مارے اس سے مستورات کے بھی بےحرمتی ہو گی اور پرائیویسی میں بھی فرق آئے گا اور پتہ نہیں ہے کہ کوئی ایسا سیاسی مخالف ہو تو اپنے ساتھ اسلحہ لے جا کر اس کے ذمے اسلحہ ڈال دے اور پھر کہیں کہ اس کے پاس سے اسلحہ برآمد ہوا ہے۔ اس میں بھی ترمیم کی ضرورت ہے۔

جناب والا! ایک کلاز (۱۱) ہے اس میں ہے کہ لائسنس دار اسلحہ ہو اور تو انتظامیہ کی نظر میں وہ شخص لائسنس دار اسلحہ کا حقدار نہیں ہے اور ان کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ یہ لائسنس منسوخ کر دیں اب لائسنس دار اسلحہ کا لائسنس منسوخ کرنے کے اختیارات انتظامیہ کو دیئے گئے ہیں اور وہ لائسنس منسوخ کردیں گے تو مجبوراً وہ شخص وہ اسلحہ تھانے میں یا ڈی سی کی عدالت میں جمع کرا دے گا اب وہ لائسنس دار اسلحہ تھا اور جمع کرانے کے بعد معاوضے کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ وہ غیر لائسنس دار اسلحہ نہیں تھا اور نہ ہی ناجائز اسلحہ تھا جائز اسلحہ تھا اب جائز اسلحہ بھی وہ جمع کرا دے اور اس کا لائسنس منسوخ کر دیا جائے تو اس کو بھی کوئی معاوضہ نہیں دیا جائے گا اور نہ اس کا کوئی ذکر اس میں ہے یہ بھی مناسب بات نہیں ہے ناانصافی کی بات ہے اس کے علاوہ کلاز (۱۳) میں exemption ہے تو ہمارے محترم وزیر داخلہ صاحب کو تو exempt کر لیا جائے

گا لیکن شہزاد گل کو نہیں کیونکہ حکومت کی نظر میں انتظامیہ کی نظر میں وہ مستحق نہیں ہے جب ناجائز اسلحہ جمع کیا جارہا ہے اور ملک میں امن و امان قائم کرنے کی ضرورت ہے تو پھر یہ exemption کی کیا بات آگئی exemption کیوں دیتے ہو تو یہ بھی مناسب نہیں ہے۔

جناب والا! میں بات مختصر کرتا ہوں اس وقت ملک میں ناجائز اسلحہ اور لائسنس دار اسلحہ کے متعلق کوئی data نہیں ہے کوئی معلومات نہیں ہیں پہلے اس طرح تھا کہ جس کو لائسنس مل جاتا تھا تو لائسنس اسلحہ والے کے لئے لازم تھا کہ وہ تھانے جاکر اپنا لائسنس دار اسلحہ رجسٹر کرواتا اور وہاں پر اسلحہ کا ایک رجسٹر تھا کہ فلاں شخص کے پاس یہ لائسنس دار اسلحہ ہے پھر پولیس سالانہ اس کا معائنہ کرتی تھی کہ واقعی لائسنس دار اسلحہ جو ہے وہ اس کے پاس ہے تو اس کو چیک کر لیا جاتا تھا اب اس کے بعد جب لائسنس کی تجدید ہوتی تھی تو وہ ڈی سی کے دفتر سے تجدید کرواتے اور پھر تھانے میں اطلاع دیتے کہ تجدید ہو چکی ہے اب ڈاکخانے والے کو اسلحے کی تجدید کا اختیار دے دیا گیا ہے اب ڈاکخانے والے کو اسلحے کی تجدید سے کیا تعلق ہے اور ڈاکخانے والوں پر اتنے فراڈ کے کیس بنے ہیں کہ وہ پیسے لے لیتے ہیں اور اسلحے کی تجدید بھی نہیں کرتے تو یہ ہوتا تھا کہ انتظامیہ کو پتہ ہوتا تھا کہ اس گاؤں میں دس لائسنس دار اشخاص ہیں جن کے پاس لائسنس دار اسلحہ ہے اگر کوئی شخص بغیر لائسنس کے اسلحہ لے کر پھرتا تھا تو پولیس اور انتظامیہ کو پتہ ہوتا تھا کہ اس شخص کے پاس لائسنس دار اسلحہ نہیں ہے تو اس میں اس قسم کا کوئی طریقہ وضع کیا جائے یا اس بل میں لایا جائے کہ لائسنس کی تجدید کے لئے لائسنس کے اجراء کے لئے لائسنس کی چیکنگ کے لئے اس طرح کا کوئی طریقہ ہو۔

جناب والا! ایک شخص کے پاس کلاشنکوف ہے اس نے لائسنس حاصل کر لیا ہے لیکن دس دس کلاشنکوفوں پر وہی نمبر لکھا ہوتا ہے اگرایک اس نے جمع کرا دیا تو اسی لائسنس پر اسی کا اس کے پاس دوسرا اسلحہ اور کلاشنکوف بھی ہے ۔ ملک میں اسلحے کی مکمل جانچ پڑتال کے لئے نیا طریقہ وضع کیا جائے تو اس سے لائسنس دار اور بلا لائسنس اسلحے کی موجودگی کا یقیناً پتہ چلے گا پولیس کو ہر جگہ پتہ ہوتا ہے کہ اس گاؤں میں دس آدمیوں کے پاس اسلحہ ہے پانچ لائسنس دار ہیں اور ۵ بلا لائسنس ہیں تو اس میں اس قسم کی کوئی ترامیم آ جائیں یا اس کو بہتر بنایا جائے تو یہ نہ صرف امن و امان قائم کرنے کے لئے بہتر ہوگا بلکہ اس سے اپوزیشن اور حزب اقتدار دونوں مطمئن ہوں گے۔ اور یہ عوام کے مفاد میں ہو گا اس لئے میری گزارش ہے کہ یہ کوئی بات نہیں ہے کہ

بل واپس چلا جائے گا یا مشترکہ اجلاس پارلیمنٹ میں جائے گا کیونکہ یہ بہت اہم بل ہے۔ اس لئے اس میں ترامیم کر کے اسے پاس کیا جائے۔

جناب چیئرمین ۔ بہت شکریہ جی، جناب گلزار صاحب، آپ اپنی تقریر مختصر کریں کیونکہ بہت وقت ہو گیا ہے۔

جناب گلزار احمد خان۔ بہتر جناب، جناب چیئرمین! میں نے اپنے فاضل دوستوں کی تقریریں سنی ہیں۔ اس میں متعلقہ اور غیر متعلقہ کافی چیزیں زیر بحث آئی ہیں۔ آخر کار میری سمجھ میں یہ بات آئی ہے کہ قانون سازی جو اسلحہ کے متعلق ہے، یہ ایک سیاسی مسئلہ بن چکا ہے۔

جناب والا! بہرہ ور سعید صاحب کی اطلاع کے لئے میں یہ عرض کروں گا کہ ہم نے بعض شقوں میں ترامیم کے لئے اپنی amendments پیش کر دی ہوئی ہیں۔ تو جناب والا! سیاسی مسئلہ کے طور پر، جب میں اسے اپنے فاضل دوستوں کی طرح سمجھتا ہوں تو میں یہ عرض کروں گا کہ

که جس دور میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی
اس دور کے سلطان سے کچھ بھول ہوئی ہے

جناب چیئرمین! میں یہ عرض کروں گا کہ پاکستان آج اس مقام پر کھڑا ہے جہاں صرف غریبوں کی کمائی ہی نہیں لٹ رہی بلکہ ان کی جان کو بھی خوف اور خطرہ ہے جناب والا! ہم نے پاکستان کی تاریخ میں فکر معاش کاخوف تو دیکھا ہے، ہم نے جان کا خوف بھی دیکھا ہے لیکن ایک ساتھ دونوں خوف نہیں دیکھے مگر آج پاکستان کے عوام دونوں خوفوں میں مبتلا ہیں ایک طرف تو پاکستان کے عوام مہنگائی کی اس بے دریغ چکی میں پس رہے ہیں اور دوسری دہشت گردوں نے اس ملک کا سکون برباد کر دیا ہے۔ جہاں ایک طرف جو طبقہ مہنگائی کے ظلم کا مقابلہ کرنے کے قابل ہے، وہاں اسے چھرا گروپ کے خوف کا بھی سامنا کرنا پڑ رہا ہے ۔ جناب والا! یہ سیاسی مسئلہ اس طرح سے ہے کہ ایک طرف تو حکومت executive remedy اور انتظامی مشینری کو ترجیح دیئے جا رہی ہے تو دوسری طرف اپوزیشن نے سیاسی ماحول اس قسم کا پیدا کر دیا ہے کہ وزیر اعظم صاحب کو اپنا ۸۰ فیصد وقت اور صلاحیتیں اسی کی نذر کرنی پڑ رہی ہیں۔

جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ باقی ۲۰ فیصد وقت اور ۲۰ فیصد صلاحیتیں اس قوم

کی مجموعی ترقی اور اس ملک کے کام کاج کے لئے کیا کافی ہے ؟ کیا یہ اس ملک کا نقصان نہیں ہے۔ کیا یہ طریقہ کار اس ملک کی بربادی کا ذریعہ نہیں بن رہا ہے۔ جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ اس ایوان کو ایوان بالا تو کہا جاتاہے لیکن سیاسی طور پر ملک میں جو کردار اسے ادا کرنا چاہیے' وہ کردار اس ایوان سے باہر غیر منتخب ارکان ادا کر رہے ہیں' جو اس ایوان کے نمائندے نہیں ہیں۔ سیاسی ذمہ داریوں کا تمام تر ٹوکرا انہوں نے اٹھائے رکھا ہے۔ حالانکہ ہونا یہ چاہیئے کہ بطور ایوان بالا کے' ان حالات میں اس ایوان میں ایک رابطہ اور امن کمیٹی تشکیل دی جائے جو ان حالات کو معمول پر لائے اور حکومت اور اپوزیشن کے درمیان رابطہ قائم کرے یہ میری تجویز ہے۔

جناب چیئرمین۔ یہ تجویز تو بڑی اچھی ہے لیکن بل پر بھی کوئی بات کریں نا۔

جناب گلزار احمد خان۔ میں جناب اسی طرف آ رہا ہوں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ آپ بل پر بات کریں۔

جناب گلزار احمد خان۔ میں نے عرض کر دیا ہے کہ ہم نے اس بل میں ۱۴ ترامیم دی ہیں' اب چونکہ یہ معاملہ سیاسی بنا ہوا ہے۔ لیکن اب یہ ایوان کے سپرد ہیں۔ اب اس ایوان بالا سے کیا کام لیا جا رہا ہے کہ نشتند و گفتند و برخاستند جو مثال ہے کہ سینٹ کے لئے وہی چیز بنی ہوئی ہے King can do no wrong . Senate can do no wrong,it means it has no effect. اور میں جناب والا! آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس ایوان میں ایسی باصلاحیت شخصیات موجود ہیں اور اتنے قابل قدر اور معزز اشخاص موجود ہیں جوکہ بنیادی اور دینی علوم سے مالا مال ہیں اور اتنی سیاسی بصیرت رکھتے ہیں کہ ان کی مثال یورپ اور امریکہ کے ایوانوں میں بھی نہیں ملے گی۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اس ایوان کو وسعت دینے اور اس ایوان کی کارکردگی کو فعال بنانے کا کوئی طریقہ اختیار نہیں کیا جا رہاہے۔ اس لئے میں یہ کہوں گاکہ یہ انتہائی فخر کی بات ہے کہ اسی ایوان کے سینیٹر' اس ایوان کے چیئرمین' اب صدر پاکستان ہیں۔ اس سے زیادہ اس ایوان کو اور کیا فخر ہوسکتا ہے۔ میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ کل حکومت سیاسی طور پر executive remedy استعمال کرے اور انتقامی کارروائیاں کرے ادہر اپوزیشن جو ہے وہ اپنے طور پر اس قسم کا ماحول پیدا کرے کہ جس سے ہمارے چیف ایگزیکٹو کسی

کام پر توجہ نہ دے سکے، ہمیں اس بات سے کوئی سروکار نہیں کہ چیف ایگزیکٹو چاہے میاں نواز شریف ہو یا کوئی اور ہو جو بھی اس ملک کا چیف ایگزیکٹو بن جاتا ہے تو پارلیمنٹیرین کے ساتھ اس کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے اور اس رشتہ کے تحت میں یہ کہوں گا کہ میاں صاحب کو بھی اجازت دی جائے کہ وہ ملک کے لئے کام کریں او اس کے لئے ایوان بالا میں ایک ایسی کمیٹی تشکیل دی جائے جو کہ حکومت اور اپوزیشن کے درمیان اختلافات کو دور کرے اور مفاہمت پیدا کرے بجائے اس کے کہ اس قسم کا بل بنایا جائے جس میں کہ انتقامی کارروائیاں شامل ہوں۔ شکریہ!

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی' اور اب جناب جوگیزئی صاحب۔

ڈاکٹر نصیر الدین جوگیزئی۔ جناب چیئرمین ! شکریہ۔ اس بل پر تو قومی اسمبلی میں کافی تفصیل سے بحث ہو گئی تھی۔ بل سینٹ کی کمیٹی میں بھی پیش ہوا تھا' اس کمیٹی نے اس وقت بھی متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا تھا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب اخبارات میں اشتہارات وغیرہ آ رہے تھے کہ اسلحہ جمع کروایا جائے اور اس بارے میں تاریخ کی توسیع ہو رہی تھی۔ اس وقت بھی اس بات پر اعتراض ہوا تھا کہ اشتہارات کی ضرورت نہیں تھی بلکہ یہ کہا گیا کہ یہ عوامی حکومت ہے اور اسے عوام نے مینڈیٹ دیا ہے ' اس حکومت کے نمائندے جو ہیں وہ عوام کے تحفظ اور ہر چیز کے ذمہ دار ہیں۔ اسلحہ جمع کروانے کے سلسلے میں میں نہ صرف بلوچستان کی بات کروں گا بلکہ پورے پاکستان کی بات کروں گا۔ ان کے تحفظ کا فرض حکومت پرعائد ہوتا ہے اور جو پارٹی برسراقتدار ہے اس کا بھی فرض ہے۔ جناب والا! اس فرض کو نبھانے کے لئے جو طریقہ کار اختیار کیا جائے وہ بھی سنجیدہ ہونا چاہیے۔ میرے خیال میں اگر اسلحہ کے لائسنس جاری کر دیئے جاتے تو اتنی تعداد میں ناجائز اسلحہ جمع نہ ہوتا۔ ہر شخص جو اسلحہ رکھتا ہے وہ اپنے تحفظ کے لئے رکھتا ہے ' یہ کوئی عیاشی کی چیز نہیں ہے اور نہ ہی کوئی بزنس کی چیز ہے۔ یہ تو اپنے تحفظ کی چیز ہے۔ اگر اپنے تحفظ کے لئے کوئی چھوٹا یا بڑا اسلحہ رکھے اور اس کے لئے حکومت اسے لائسنس بھی جاری کر دے تو میرے خیال میں یہ حکومت کے لئے نیک نامی کا باعث بھی ہے اور اعتماد کا باعث بھی ہے۔ عوام کا اعتماد حاصل کرنے کے لئے ہمارے لئے یہی طریقہ ہے کہ ہم وہ کام جس سے غریب' امیر ' چھوٹا ' بڑا سب کو فائدہ پہنچے۔ جس سے حکومت پر اعتماد بڑھے اور اعتماد اس وقت پیدا ہو سکتا ہے کہ حکومت ایسی پالیسی وضع کرے جو کہ سب

کے مفاد میں ہو۔

میرے خیال میں اس ایوان میں جتنی بھی تقاریر ہوئی ہیں' جن حضرات نے بھی اپنا نظریہ بیان کیا ہے' سب نے یہی کہا ہے کہ اس بل کو لانے کی ضرورت نہیں تھی بلکہ اسلحہ کے لائسنس جاری کرنا اور غیر قانونی اسلحہ کے لئے جدا طریقہ کار بنانا بہتر ہے۔ یہ حکومت کا فرض ہے اس سے حکومت کو ریونیو بھی آتا ہے اور شہریوں کا تحفظ بھی ہوتا ہے اور عوام کو حکومت پر اعتماد بھی ہوتا ہے۔ ایک ادارے کو تمام طاقت دینا جو ہے یا پولیس کو تمام اختیارات دے کر ہر چیز میں بادشاہ بنانا صحیح نہیں ہے ۔ لوگ پہلے ہی کہتے ہیں کہ یہ پولیس سٹیٹ ہے اور اگر اس پولیس سٹیٹ کو بھی اسلحہ کے طاقت دے کر زیادہ موثر بنا دیں کہ وہ جسے چاہیں بغیر لائیسنس کے ہتھیار رکھنے کے جرم میں گرفتار کر لے تو اس میں شریف لوگ زیادہ آئیں گے۔ ایوان بالا بھی ہے نیشنل اسمبلی کے ممبران بھی ہیں صوبائی اسمبلی کے ممبران بھی ہیں بلکہ یہ تمام ملک کے لئے یکساں قانون بنانا چاہیے صوبوں کو اس سے جدا نہیں کرنا چاہیے سب پاکستانی ہیں سب اکٹھے ہیں سب کو اس ملک کی سوچ ہے۔ لہذا اسی پر اکتفا کرتے ہوئے میں اس بل کی سخت مخالفت کرتا ہوں۔ شکریہ!

جناب عالم علی لالیکا۔ شکریہ جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ قانون ہمیشہ قانون کا احترام کرنے والوں کے لئے بنایا جاتا ہے ۔ اب میں حکومت سے پوچھنا چاہوں گا کہ قانون کا احترامکرنے والوں کے تحفظ کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں ؟ جناب والا! یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ پولیس کے پاس اب تک وہ 100 سالہ پرانی رائفل ہے جس میں ان کو اپنا نشانہ صحیح رکھنے کے لئے پورے سال میں پانچ گولیاں دی جاتی ہیں۔ ان پانچ گولیوں سے ان سے توقع رکھی جاتی ہے کہ ان کا نشانہ ایسا صحیح ہو گا کہ point blank range پر وہ صحیح آدمی کو مار لیں گے۔ جناب والا! جڑانوالہ میں بینک ڈکیتی ہوئی ہے۔ جہاں پر چار کلاشنکوفوں والے بینک پر حملہ آور ہوئے۔ پولیس کا سپاہی وہاں متعین تھا اس نے اپنا فرض ادا کیا اور اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے مسکٹ رائفل سے ڈاکوؤں پر فائر کیا ایک ڈاکو کو فائر لگا بھی سہی لیکن جونہی کلاشنکوف والوں نے اس کی آواز سنی ایک ہی برسٹ سے چودہ گولیاں اس کے جسم میں پیوست ہوگئیں اور دوسرے کے وار سے خزانچی اور تین چار لوگ اور مارے گئے ۔ جناب والا! خدا گواہ ہے مجھے جتنا اپنے مرنے والوں کا غم ہے اتنا ہی اس سپاہی کے مرنے کا غم ہے جس نے اپنے فرض کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے فرض کی بجا آوری میں اپنی جان' جان آفریں کے سپرد کر دی فقط

کیا کمی تھی اس کے پاس، اس کے پاس ایک پرانی رائفل تھی اور ڈاکوؤں کے پاس کلاشنکوف یعنی sophisticated weapons تھے۔ جناب والا! اسلام پورہ میں قتل و غارت گری ہوئی ہے میں یہ بات آئی جے آئی کی پارلیمانی پارٹی میں بھی عرض کر چکا ہوں کہ جب قتل و غارت عام ہو، جب قانون عام شہریوں کو تحفظ مہیا نہ کر سکے ان حالات میں مثلاً اسلام پورہ ہی کا واقعہ لے لیجئے گا وہاں اگر ایک تھانیدار کسی آدمی کو بلا کر تشدد کرتا ہے کہ تمہارے پاس ناجائز اسلحہ ہے فوراً واپس کرو۔ وہاں لازمی بات ہے عوام کی ہمدردیاں پولیس کے ساتھ کبھی نہیں ہوں گی۔ بلکہ اس ناجائز اسلحہ رکھنے والے کے ساتھ ہوں گی جو اپنے تحفظ کے لئے اسلحہ رکھے ہوئے ہے اور فرنٹیئر تو فرنٹیئر، بلوچستان تو بلوچستان، میں حیران ہوں وزیر داخلہ صاحب کیوں ناآشنا ہیں شجاع آباد میں، ہمارے پنجاب کے عین وسط میں اسی قسم کا ایک واقعہ ہو چکا ہے جہاں ناجائز اسلحہ کی برآمدگی کے سلسلے میں تھانہ پر حملہ ہوا ہے جہاں resistance ہوئی ہے جہاں کچھ لوگوں نے جام شہادت نوش کیا ہے یہ resistance جہاں ہوئی۔

جناب والا! اس بات پر میں عرض کروں گا کہ یہ تو ایسی ہی بات ہے کہ آگ لگ جانے پر اگر حکومت بالٹیاں جمع کرانے کا حکم دے دے تو میں حیران ہوں کہ کون بالٹیاں جمع کرائے گا ملک میں لاقانونیت ہے ہر آدمی عدم تحفظ کا شکار ہے حد انتہا یہ ہے کہ ممبران سینٹ بھی پریشان ہیں اور ان حالات میں اگر یہ تقاضا کیا جائے کہ اسلحہ جمع کرا دیا جائے، لوگ قانون کے احترام میں جمع ضرور کروا دیں گے لیکن جناب والا! (فارسی) ترجمہ، بروں کے ساتھ نیکی کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ نیکوں کے ساتھ برائی کرنا۔ یہ تو وہی بات ہو جائے گی ہم کو نہتے اور غیر مسلح کر کے قانون کا احترام کرنے والے لوگوں کو بےسروسامان کرنا۔ ان لوگوں کا کوئی مداوا نہیں ہو سکے گا جو قانون کا احترام نہیں کرتے۔ جناب والا! چاہیے تو یہ تھا کہ ہر ایک کو لائسنس دے دیئے جاتے اور ان کو یہ کہا جاتا کہ یہ تخریب کاری ایک ایسا قومی مسئلہ ہے جس سے حکومت اپنے ذرائع و وسائل سے قابو نہیں پا سکتی حکومت اپیل کرتی ہے اس ملک کے ہر شہری سے کہ اس کے پاس جو بھی ہتھیار ہے اس کو لے کر باہر نکل آئے اور تخریب کاروں کا مقابلہ کرے اس سے ایک تو یہ ہوتا کہ لوگوں کے دلوں میں اور جو حکومت پر طعن وتشنیع کرتے ہیں اس سے باز آ جاتے لوگوں کو participation کا احساس ہوتا جس آدمی کے پاس چھوٹا سا ریوالور جو چھپا کر کہیں رکھا ہے وہ اس کو ہاتھ میں پکڑ کر میدان میں نکل آتا اور تخریب کاری کا مقابلہ

ہو جاتا۔

ثانیاً یہ جناب والا! کہ تمام ناجائز اسلحہ بڑے مہذب طریقے سے رجسٹرڈ ہو جاتا۔ فقط اس کے لئے شق یہ ہونی چاہیے تھی کہ کوئی بھی آدمی پولیس سٹیشن جا کر اپنے دستخطوں سے' اگر اس کے پاس توپ بھی اس نے خفیہ رکھی ہوئی ہے تو اس کو توپ کا بھی لائسنس دے دیا جاتا۔ جناب والا!جب کبھی اچھا موسم آ جاتا ہے ملک میں امن و امان جاری و ساری ہو جاتا تو بڑے آسان طریقہ سے ان کو بلا کرکہہ دیا جاتا کہ روایتی ہتھیار تو آپ رکھ سکتے ہیں اور غیر روایتی ہتھیار حکومت ان سے قیمتاً واپس لے لیتی۔ اگر مجھے یہ محسوس ہو جائے کہ حکومتی ایجنسیز کے پاس وافر مقدار میں اسلحہ ہے تو جناب والا! مجھے کوئی شوق نہیں ہے کہ میں کلاشنکوف والے کو اپنے سر پر مسلط کر کے رکھوں۔ ہم لوگ جناب والا! جو محافظ رکھتے ہیں ہم جانتے ہیں کہ ان کو رکھنا کتنا مشکل ہے۔ حکومت کے جو gunman ہیں وہ تو حکومت کے سر پر بوجھ ہیں لیکن پرائیویٹ gunman جناب والا! وہ ایسے ہی ناز و نعم میں پلتا ہے جیسے ہم لوگ کسی داماد کو پالتے ہیں۔ ہم خوشی سے اس کو نہیں پالتے بڑا مشکل ہو جاتا ہے اگر ہماری جان کو تحفظ حاصل ہو تو ہم ایسے بدکردار اور کمینہ خصلت لوگوں کو کبھی نزدیک بھٹکنے نہ دیں۔

جناب والا! اب سندھ میں ایسے ہی جام صادق علی صاحب نے کیا ہے کہ تمام اسلحہ کو رجسٹر کیا ہے اور جب وقت آئے گا تو وہ لوگوں کو call دیں گے کہ آپ یہ اسلحہ رکھ سکتے ہیں اور یہ اسلحہ آپ واپس کر دیجئیے گا اور وہ اسلحہ حکومت خرید لیتی۔ عوام اور حکومت میں اعتماد کی فضا برقرار رہنی از حد ضروری ہے اور وہ اسی صورت میں برقرار رہ سکتی ہے کہ حکومت عوام سے قیمت دے کر اسلحہ واپس لے لیتی لیکن اس وقت جب حکومت امن و امان رکھنے میں کامیاب ہو جاتی۔

جناب والا! میں حافظ حسین احمد صاحب کی بصیرت آموز بات سن کر اس بات کا قائل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ہمارے ملک میں شریعت بل نافذ ہو چکا ہے اور انہوں نے یہاں آیت قرآنی پڑھ کر سنائی جس میں مسلمان کے لئے سامان حرب سے مسلح رہنا اور رکھنا لازم قرار دیا ہے میں یہ تجویز کروں گا کہ اس بل کو اسلامی نظریاتی کونسل کے سپرد بھی کیا جانا چاہیے اور ان کی رائے بھی اس پر لینی چاہیے کہ کیا یہ لائسنس سسٹم اسلام میں جائز ہے یا نہیں کیا کسی مسلمان کو اپنے دفاع کے لئے سامان حرب رکھنے کی ضرورت ہے بھی یا نہیں اس کا وہاں جانا بھی بڑا ضروری ہے-----

جناب چیئرمین۔ حافظ صاحب کیا اسلام میں لائسنسنگ کرنا اسلام کے منافی ہے؟

حافظ حسین احمد۔ جناب گزارش یہ ہے کہ ہم نے یہ کہا کہ آپ اس کو رجسٹر کر وا لیں لیکن اس کی قید رکھنا کہ اس کے بغیر نہیں رکھا جا سکتا یہ غلط ہے۔

جناب چیئرمین۔ یہ اسلام کا ایک بنیادی اصول ہے کہ جس چیز کی ممانعت نہ ہو یعنی ایک تو ہے ناں کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزیں حرام کر دی ہیں یا منع کر دی ہیں تو جس چیز کی ممانعت نہ ہو تو اس کی ریگولیشن تو ہو سکتی ہے۔

حافظ حسین احمد۔ نہیں جی میں نے گزارش کی کہ ناجائز شراب اور ناجائز اسلحہ اگر ایک آدمی کی چٹ سے جائز ہو سکتا ہے تو پھر اسلام میں وہ -------

جناب چیئرمین۔ نہیں وہ تو اور بات ہو گئی ناں کہ licensing as such ، یعنی لائسنس جاری کرنا کہ اسلحہ کو regulate کرنا'------

حافظ حسین احمد۔ آپ اس پر نظریاتی کونسل کو بٹھا دیں اگر میں یہاں کوئی بیان دے دوں تو پھر ایک اور موضوع چھڑ جائے گا جی۔

جناب چیئرمین۔ نہیں نہیں آپ عالم تھے بہرحال-------

جناب عالم علی لالیکا۔ جناب والا! میں مرکزی حکومت کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ گوجرہ میں ایک ایم پی اے ہیں امجد وڑائچ' ان کے بھائی کے خلاف ایک کلاشنکوف رکھنے کے جرم میں Speedy Trial Court میں مقدمہ چل رہا ہے انکا مقابلہ ہے الیاس وڑائچ سے' یہ وہ آدمی ہے جو پیپلز پارٹی کا تھا اس کے بھائی نے مرحوم جنرل ضیاء الحق صاحب کے جہاز پر راکٹ لانچر فائر کیا تھا' ان سے مقابلہ ہے۔ اب اس ضمن میں الیاس اور امجد وغیرہ کے آمنے سامنے 26 قتل ہو چکے ہیں امجد کا بچا قتل ہو چکا ہے امجد کا بھائی قتل ہو گیاہے امجد کا بچا زاد بھائی قتل ہوگیا ہے اور وہ بے چارہ اپنے تحفظ کے لئے ایک کلاشنکوف لئے پھرتا تھا اس کو پکڑ کر اس کے خلاف کیس درج کر دیا گیا جبکہ الیاس' اکبر بھیلا جب زخمی ہوا ہے لاہور میں' تو اس کے تحفظ کے لئے الیاس 5 کلاشنکوفیں لے کر وہاں میو ہسپتال میں پہرہ دیتا تھا۔ میں یہ چیز وزیر اعلیٰ صاحب کے نوٹس میں لایا تھا کہ امجد وڑائچ اور الیاس کوآپ جانتے ہیں اس تنازعہ میں امجد کا بھائی جرائم پیشہ نہیں ہے۔ تو آپ مہربانی کیجیئے گا کہ کیس کو withdraw کیجیئے گا تو انہوں نے سخت برہمی

کا اظہار کیا جبکہ اسی شام اکبر بھیلا کی عیادت کے لئے جاتے ہوئے انہوں نے الیاس اور اس کے بدمعاش گروپ کو جو مسلمہ پیپلز پارٹی کے اور بڑے خطرناک بدمعاش ہیں پہرہ دیتے ہوئے چشم خود دیکھا تھا جناب والا!

میں مطمئن اتنا کہ رہتا ہوں ہجوم شہر میں
اور مضطرب اتنا کہ اپنے ہی سائے سے ڈرتا ہوں

شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔ جناب حافظ حسین صاحب فرمائیے۔

حافظ حسین احمد۔ جناب والا! وزیر داخلہ صاحب مصروف تھے ویسے ہمارے عالم علی لالیکا صاحب نے اس ایوان میں ایک بہت بڑا انکشاف کیا ہے ایک آدمی کا نام لے کر یہ کہا کہ انہوں نے جنرل ضیاء الحق کے طیارے پر راکٹ لانچر سے فائر کیا تھا میں سمجھتا ہوں کہ یہ انکشاف واقعی انتہائی اہم ہے اور اگر واقعی ایوان میں انہوں نے ایسی بات کی ہے تو اس کی بنیاد پر کیا-----

جناب چیئرمین۔ نہیں نہیں، وہ جس واقعہ کا ذکر کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ اس پر مقدمہ بنا تھا اس آدمی کو گرفتار کیا گیا پنڈی کا جو واقعہ تھا یہ وہ واقعہ نہیں جو بہاولپور والا ہے۔

حافظ حسین احمد۔ جو مجرم ہے وہ اس وقت جیل میں ہے یا باہر ہے۔

جناب چیئرمین۔ یہ پتہ نہیں ہے۔

جناب عالم علی لالیکا۔ میں عرض کئے دیتا ہوں جناب والا! وہ مجرم الیاس اور اس کا بھائی وہ سارا گروپ اکبر بھیلا کی نگرانی پر مامور ہے میو ہسپتال میں کلاشنکوفیں اور وہ سب کچھ ان کے پاس موجود ہے۔

جناب چیئرمین۔ مطلب یہ ہے کہ بہاولپور والا واقعہ نہیں۔

جناب عالم علی لالیکا۔ بہاولپور سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

میر عبدالجبار ۔ جناب چیئرمین ! بہت بہت شکریہ۔ جناب والا! اسلحہ کا ایکٹ ۱۸۷۸ء میں بنا یعنی ایک صدی اور تیرہ سال قبل جب یہ ایکٹ بنا اس وقت اس برصغیر کے لوگ ایک حاکم کے محکوم تھے ایک آقا کے غلام تھے اور ایک بادشاہ کی رعایا تھے اس وقت کے آقا نے اس

وقت کے بادشاہ نے اس وقت کے حاکم نے یہ چاہا کہ محکوم کے پاس، غلام کے پاس اسلحہ رکھنے کا کیا مقصد ہے وہ کیوں اسلحہ رکھے۔ لہذا ایک صدی قبل اس نے اس غلام کے لئے قدغن لگا دی کہ جب تک تمہارے پاس میرا پروانہ نہ ہو گا تم اسلحہ رکھنے کے مجاز نہیں ہو اور اس پروانے کا نام اس نے لائسنس رکھا۔ چنانچہ خوشنودی مزاج کے لئے وہ اپنے محکوموں اپنے غلاموں کو لائسنس دیتا تھا اور وہ لائسنس لے کر غلام فخر محسوس کرتا تھا کہ اس کو آقا نے اسلحہ کا لائسنس دیا ہے۔ اور اس نے اسلحہ رکھا ہوا ہے وہی قوم وہی لوگ جو غلام تھے محکوم تھے ۱۹۴۷ء میں آزاد ہو گئے۔ آزاد ملک کے آزاد شہری بن گئے اور وہ اب اگر میں یہ کہوں کہ وہ آزاد کشمیری بن گئے اپنے ملک میں ایک مہذب سوسائٹی انہوں نے قائم کی اور غلامی سے نجات حاصل کر لی اسلحہ جو ان آقاؤں نے اپنے لئے بغیر لائسنس کے رکھنا جائز قرار دیا ہوا تھا یقیناً اس اصول کے مطابق اب اس ملک کے آزاد باشندوں کے لئے اس کا لائسنس نہیں ہونا چاہیے تھا تاہم بات چلتی رہی اور لائسنس دیئے جاتے رہے۔ اس وقت اس قانون کے تحت اس ایکٹ کے تحت (جو ۱۸۷۸ء میں بنا تھا) اگر کسی محکوم کے قبضہ سے بلا لائسنس اسلحہ پکڑا جاتا تھا تو اس کو معمولی سزا دی جاتی تھی اور اسلحہ ضبط کر لیا جاتا تھا مہینہ دو مہینے سزا اور پچاس روپے ساٹھ روپے جرمانہ ہوتا تھا اب جبکہ وہ شخص آزاد ہے اور اپنے ہی ملک میں رہتا ہے اور اپنی قانون سازی کے لئے اس نے اپنے نمائندے پارلیمنٹ میں بھجوائے ہیں حاکم تو وہ اب ہمارا عوام ہے اس نے اپنے نمائندے پارلیمنٹ بھجوائے ہیں پارلیمنٹ میں بیٹھ کر اس کے نمائندے قانون پاس کرتے ہیں اور وہ نمائندہ اپنے اس آقا کے خلاف جس نے اس پارلیمنٹ میں بھجوایا ہے بل تیار ہے قانون بن رہا ہے۔ کہ اگر تمہارے پاس بلا لائسنس اسلحہ تھا تو تجھ کو میں ساری عمر قید کر دوں گا تیری ساری جائیداد ضبط کر دوں گا یہ کاہے کا آزاد ہوا۔ یہ کیسا آزاد ملک ہے اور ہم کون سے آزاد ملک کے باشندے ہیں۔

جناب والا ایک مہذب سوسائٹی میں اسلحہ رکھنا اس مہذب سوسائٹی کے فرد کا بنیادی حقے اور اس کا آئینی حق بنتا ہے لہذا میں سمجھتا ہوں کہ اسلحہ کا رکھنا ایک پاکستانی کے لئے اس کے اپنے ملک میں اس کا بنیادی حق ہے کہ اس کے پاس اسلحہ ہو اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے ملک میں بے تحاشا اسلحہ آیا کہاں سے، کیسے اس ملک میں درآمد ہوا، اس ملک میں تو اسلحہ کا ایک خالی خول بھی درآمد نہیں ہو سکتا جب تک اس میں اس ملک کی فوج کا سربراہ اور وزارت دفاع شامل نہ ہو اور مشاورت سے اسلحہ کا آرڈر دوسرے ممالک میں پلیس کرتے ہیں اور وہاں سے اسلحہ منگواتے ہیں آپ کی سول آرمڈ

فورسز پولیس ہے' سکاؤٹس ہیں جتنی بھی سول آرمڈ فورسز ہیں وہ سالانہ انڈنٹ کرتے ہیں اور فوج سے اسلحہ خریدتے ہیں اور اپنے آپ کو مسلح کرتے ہیں ' اس ملک کی تمام پاکستان پولیس جس کے پاس (جیساکہ ابھی محترم لالیکا صاحب نے فرمایا) صرف ۳۰۳ رائفل تھی وہ بھی اس آزاد مملکت میں ۱۹۷۲ء میں obsolete ہو گئی اور ۱۹۷۴ء میں واہ فیکٹری میں اس کا ammunition بنانا بھی بند کر دیا گیا۔ اس وقت سے لے کر آج تک آپ کی پاکستان پولیس کے پاس صرف اور صرف ڈنڈے ہیں تو بتائیے کہ آپ ان سے کیا توقع رکھ سکتے ہیں کہ وہ اس سوسائٹی کے جو مجرم ہیں تخریب کار ہیں اور جو دہشت گرد ہیں جن کے پاس sophisticated weapons ہیں وہ ان کا مقابلہ اب ان ڈنڈوں سے کر سکتے ہیں قطعاً نہیں کر سکتے تو جس صورت میں آپ کی انتظامیہ کی وہ مشینری جس کا کام ہماری جان اور مال کی حفاظت کرنا فرض تھا اور ہے اس کے بنیادی فرائض میں داخل ہے اس کے پاس تو اسلحہ نہیں ہے اور وہ ہماری حفاظت نہیں کر سکتے۔تو کیا یہ ہمارا حق نہیں کہ اپنی حفاظت خود کریں ۔ ہمارا حق ہے ہمارا پیدائشی حق ہے کہ ہم اسلحہ رکھیں ہمیں رکھنا چاہیے ہمیں آپ چھوڑیئے قدغن نہ لگائیں ہمیں رکھنے دیجیئے اسلحہ ۔ اور جناب والا! آزاد مملکتوں میں جا کر دیکھیں امریکہ میں کوئی لائسنس نہیں ہے آپ وہاں پر کسی سٹور میں جائیے سبزی خریدیئے' فروٹ خریدیئے اور اس مال میں آپ اسلحہ لے لیجیئے اور رقم ادا کر کے باہر نکل آئیے کوئی قدغن نہیں کوئی پرمٹ نہیں ' کوئی چٹ نہیں کوئی لائسنس نہیں اسی طرح یورپ کے اکثر ممالک میں ہر مہذب اور آزاد مملکت میں اسلحہ کا لائسنس لیا جانا اس مہذب ملک کے باشندے کا یہ پیدائشی حق بن جاتا ہے کہ وہ اپنی حفاظت کے لئے اسلحہ رکھ سکتا ہے۔

اب جناب والا! اگر آپ ۱۹۸۰ء کی دھائی میں آیئے Martial Law Regime دیکھیئے ہمارے پاس ہمارا ایک مسلمان بھائی افغانستان سے لٹ پٹ کر جس پر بیرونی جارحیت ہوئی پاکستان آتا ہے کہ جی پاکستان میں مسلمان بھائی ہیں افغان مہاجرین نے یہاں ہم سے پناہ مانگی کہ آپ مسلمان ہیں ہم بھی مسلمان ہیں خدا کے لئے ہمیں پناہ دو ہم نے کہا جی ہم وہ کردار ادا کریں گے جو کہ انصار مدینہ نے مہاجرین مکہ کے لئے کیا۔ ہم نے ان کو اپنے پاس بٹھایا اپنی گود میں رکھا۔ گھر کے دو کمرے تھے ایک اس کو دیا دو روٹیاں تھیں ایک اس کو دی کہ میرا مسلمان بھائی ہے بیٹھے رہو۔ میرے ساتھ اور جناب جب رات کے بارہ بجے اندھیرا ہوا میں اٹھا اور اٹھ کر اس کو آہستہ سے پستول دے دی کہ جا اپنے دشمن کو مار کر آؤ مہاجر کو میں نے مجاہد بنایا وہ لٹ پٹ کر میرے پاس آیا تھا میں نے اس کو مجاہد بنایا جناب وہ اسلحہ کہاں سے آیا ؟ کون

لایا وہ اسلحہ ؟ یہ بھرمار کیسے ہوئی جبکہ اس ملک میں آپ اسلحہ اس وقت تک نہیں منگوا سکتے جب تک کہ آپ کی فوج کا سربراہ اور ملک کا سربراہ باہمی مشاورت سے نہ منگوائیں اس وقت تک آپ باہر سے درآمد کرہی نہیں سکتے تو یہ اسلحہ آیا کیسے ؟ اور پھر جناب والا ! اسی مہاجر کو وہ اسلحہ ہماری یہاں کی فوج کی ایک تنظیم نے جس کا نام آئی ایس آئی ہے تقسیم کیا اور مہاجر کو مہاجر سے مجاہد بنا کر افغانستان بھیجتے رہے مگر وہی اسلحہ اس وقت سے یہاں ملک میں بک رہا ہے۔

جناب والا! میں بانگ دہل عرض کروں گا او سب بھائیوں سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ جائیے جتنے مہاجر کیمپ ہیں جاکر دیکھیئے وہاں ڈھیروں کے ڈھیر اسلحہ کے پڑے ہوئے ہیں جو بک رہا ہے اور آپ وہاں جاکر ان سے مانگیئے وہ کہیں گے کون سا اسلحہ چاہیئے' بولو اور آپ وہ خرید لیتے ہیں' جناب والا! اگر آپ نے اس وقت اپنے عوام کو تحفظ دینا ہے ان کے جان و مال کی حفاظت کرنی ہے اور آپ نے ناجائز اسلحہ کو واپس لینا ہے تو جناب والا! جیسے کہ میرے دوستوں نے فرمایا یقیناً آپ ایسا کیجیئے کہ ہر پاکستانی کو جس کا پیدائشی حق ہے کہ اسلحہ رکھے۔ اس کو کہیں کہ بھائی تم اپنا ناجائز اسلحہ پیش کرو اور ہم سے لائسنس لو۔ لائسنس لو اور چلتے بنو اور جب آپ سمجھیں کہ اب اسلحہ صحیح تقسیم ہو گیاہے لوگوں کو لائسنس مل گئے ہیں اور ناجائز اسلحہ ملک میں نہیں ہے تو جس ملک میں امن و امان ہے حالات صحیح ہو گئے ہیں توپھر آپ ان سے وہ ناجائز اسلحہ یقیناً واپس لے سکتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس ترمیم کو چھوڑیئے میری ذاتی عرض یہ ہے کہ اس ایکٹ کی ضرورت ہی نہیں ہر پاکستانی کے لئے آپ اسلحہ جاری و ساری کر دیں اور ان کو اسلحہ کا لائسنس دے دیجیئے۔ شکریہ!

جناب چیئرمین۔ شکریہ' وزیر داخلہ صاحب۔

چوہدری شجاعت حسین ۔ جناب چیئرمین ۲ دن سے اس کے اوپر مختلف سینیٹر حضرات نے بحث کی لیکن زیادہ تر امن و امان کے مسئلے پر بات ہوتی رہی اس سلسلے میں جب موقع ملا امن و امان کے مسئلے پر بات کی جائے گی لیکن میں صرف یہ کہوں گا کہ یہ بل امن و امان کو کنٹرول کرنے کے لئے ایک قدم ہے ہم سمجھتے ہیں کہ اس قدم سے امن و امان کو کنٹرول کرنے میں مدد مل سکے گی اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس بل کے آنے کے بعد تمام ملک کا امن و امان درست ہو جائے گا جو اعتراضات اٹھائے گئے ہیں ان میں سب سے بڑا اعتراض جو ہمارے ۲

صوبوں کے ممبران نے اٹھایا کہ اس سے صوبوں میں بہت زیادہ اختیارات ہو جائیں گے اور وفاقی حکومت جو ہے وہ ان تمام جگہوں کے اوپر لاگو کر دے گی۔ جناب والا! اس میں یہ صاف ظاہر ہے کہ ایک کلاز میں خاص طور پر یہ لکھا گیا ہے کہ صوبائی حکومت کی سفارش پر جہاں پر وہ چاہیں وہاں پر نوٹیفکیشن ہو گا اور جن علاقوں میں جس وقت یعنی وقت کا تعین اور تاریخ کا تعین وہ بھی صوبائی حکومتوں کی سفارش پر کیا جائے گا یہ وفاقی حکومت کے پاس اختیارات نہیں ہوں گے کہ وہ جس وقت چاہے جہاں چاہے اس قانون کو لاگو کر سکے۔

ہمارے ایک اور سینیٹر صاحب نے اعتراض اٹھایا ہے کہ جن لوگوں نے اسلحہ جمع کرا دیا ہے ان کا کیا قصور ہے کہ ان کو کسی قسم کا معاوضہ نہیں دیا جا رہا ہے اس سلسلے میں، میں گزارش کروں گا جن حضرات نے non-sophisticated bore کا اسلحہ جمع کرایا ہے ان کو اس چیز کی اجازت دے رکھی ہے کہ وہ لائسنس حاصل کر سکتے ہیں اور جنہوں نے prohibited bore کا اسلحہ جمع کرایا ہے اس سلسلے میں صوبائی حکومتیں معاوضے کا تعین کر رہی ہیں تاکہ ان لوگوں کو معاوضہ دیا جا سکے۔ جناب والا! اس سلسلے میں میں یہ کہوں گا کہ اپوزیشن کی طرف سے بہت سی amendments move ہوئی ہیں جن کے اوپر ہمیں clause by clause بحث کرنی ہے سید اقبال حیدر صاحب نے اس کے اوپر کوئی ۱۶، ۱۷ ترامیم پیش کی ہیں تو میری یہ گزارش ہو گی چونکہ اب ٹائم بھی بہت کم ہے اس میں یہ ممکن نہیں ہے کہ تمام ترامیم کے اوپر بات کی جا سکے کیونکہ ہر ترمیم کے اوپر بحث ہو گی اور اس کا جواب بھی دیا جائے گا تو اس کو کل کے لئے postpone کر لیا جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب چیئرمین۔ کیوں جی ہاؤس کو منظور ہے کہ کل پر ڈیفر کر دیا جائے۔

(Agreed)

Mr. Chairman: O.K. Deferred till tomorrow. Then in the meantime, we take up the next item which is Item No.5, Mr. Sartaj Aziz.

جناب سرتاج عزیز۔ یہ further consideration کی موشن move ہو چکی ہے مجھے اجازت دیں تو میں اس کے مقاصد بیان کروں۔

جناب چیئرمین۔ فرمائیں جی یہ کیا ہے اس کا مقصد بتائیں۔ ایک منٹ جی اقبال

حیدر صاحب۔

سید اقبال حیدر ۔ میری ایک گزارش ہے کہ دوسرے چھوٹے جو non-controversial Bills ہیں ایک دو اور پینل کوڈ کا بل ان کو لے لیں۔

جناب سرتاج عزیز۔ نہیں جی یہ بہت urgent ہے۔

Mr. Chairman: Item-wise, unless the House wants me do otherwise, I will go by the agenda.

سید اقبال حیدر۔ میں تو آپ ہی کے لئے کہہ رہا تھا اس میں الجھا رہے گا۔

Mr. Chairman: Let us go alongwith the agenda, as it is.

اس پر بحث ہو چکی ہے۔

Syed Iqbal Haider: No, Sir.

Mr. Sartaj Aziz: I will explain briefly the purpose of this Bill. As you recall Mr. Chairman, the banks were nationalized in 1974.

Mr. Chairman: Mr. Abdul Rahim on point of order.

جناب عبدالرحیم خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر یہ motion for consideration move ہوئی ہے اس کے بعد اور کوئی کارروائی نہیں ہوئی تو اس میں ہم جناب Rules 111 کے تحت تجویز کرتے ہیں اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کو refer کیا جائے۔

جناب چیئرمین۔ دیکھیں جی اس کے لئے باقاعدہ آپ کو موشن دینا ہوتا ہے۔

سید اقبال حیدر۔ دیا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین ۔یہ موشن آیا ہوا ہے O.K. I will put it to the House. یہ statement دے دیں۔ Then I will put it to the House.

جناب سرتاج عزیز۔ جب 74ء میں بینک nationalize کئے گئے تھے اس وقت بینک نیشنلائزیشن ایکٹ 1974ء پاس کیا گیا تھا جس میں بینکوں کا طریقہ کار طے کرنے کے لئے

بورڈز آف ڈائریکٹرز او پاکستان بینکنگ کونسل بنائی گئی تھی اس کا دائرہ کار وضع کیا گیا تھا گذشتہ حکومت نے 1990ء میں محسوس کیا کہ اس میں کچھ ترامیم کی ضرورت ہے تو اس نے فنانس بل 1990ء کے ذریعے اس ایکٹ میں کچھ ترامیم کی تھیں جن کے دو بنیادی مقاصد تھے ایک تو تھا کہ پاکستان بینکنگ کونسل کے رول کو محدود کر کے صرف Co-ordination and policy functions rather than supervisory functions تک رکھا جائے اس لئے اس میں amendment کی اور دوسری اہم amendment تھی Exemption to secrecy clause. سیکشن ۱۲ میں nationalized بینکوں کو secrecy کا پابند کیاگیا تھا اور اس وقت ایک سیکشن 12(C)Add کیا گیا تاکہ جو سٹیٹ بینک کی inspection کے دوران wright off کے بارے finances release کرنے کے بارےمیں re-structuring اور re-sheduling کے بارے میں جو information آئے اس کی رپورٹ اسمبلیوں کو دی جا سکے یا پارلیمنٹری کمیٹیوں کو دی جاسکے۔ تیسری amendment جو اس وقت کی گئی وہ یہ تھی کہ گورنمنٹ اگر privatise کرنا چاہے تو وہ shares کو for public participation بیچ سکتی ہے اور کلاز (5) میں یہ amendment کر دی گئی تھی کہ گورنمنٹ جب چاہے وہ اپنے shares transfer کر سکتی ہے چوتھی ترمیم یہ تھی کہ کمرشل بینکوں کے لئے پاکستان بینکنگ کونسل کا role listed کیا گیا DIFs کے لئے کونسل کو monitoring functions نہیں دیئے گئے ہم جو بل پیش کر رہے ہیں اس کا پہلا مقصد یہ ہے کہ وہ amendment جو فنانس بل یا منی بل کے ذریعے 1990ء میں کی گئیں تھیں ان کو دوبارہ قانونی شکل دی جائے کیونکہ لاہور ہائی کورٹ میں یہ کیس پیش ہو چکا ہے اس میں چونکہ بہت سی چیزیں ایسی تھیں جو منی بل کے دائرہ کار میں نہیں آتیں اس بل کو amend کرنا صحیح نہیں تھا اور اگر ہائی کورٹ اس کو uphold کر دے تو ہمارے ہاں اس مقصد کے لئے بہت legal vacume ہو جائے گا ہم بعینہ ہی وہی amendment اس لاء کے ذریعے enact کر رہے ہیں کوئی نئی نہیں۔ ایک چیز صرف ہم نئی add کر رہے ہیں جب پچھلی گورنمنٹ نے privatization or de-nationalization کے ذریعے شیئرز ٹرانسفر کے لئے ایک provision کی تھی تو دانستہ یا نا دانستہ management بھی transfer کر دی۔ اس کی main provision نہیں تھی آپ shares transfer کر سکتے تھے لیکن management transfer کرنے کی اس میں کوئی provision نہیں تھی اور بینک کو de-nationalize کرنے کا مقصد اس وقت تک پورا نہیں ہوتا جب تک آپ

مکمل طور پر Management private sector کو transfer نہ کریں ہم نے سیکشن 5 میں (a) اور clauses(b) بڑھا دی ہیں اور یہ دو نئی ترامیم ہمارے سامنے ہیں جب 51% shares transfer ہو جائیں تو management بھی transfer ہو سکتی ہے اس کا مطلب ہے کہ یہ بات اس کے دائرہ کار میں جائے کہ بینکوں کو کس طرح manage کیا جائے گا۔ اس کو دو stages میں کیا گیا ہے جب 62 فیصد shares ransfer ہوں تو اس کا اطلاق temporarily suspend ہو گا اور جب 51% transfer ہوں گے ۔ Then the provision of this Act shall cease to apply to such a bank تو اس میں یہ ایک substantial addition ہے جو ہم نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے جہاں تک مجموعی طور پر پالیسی کا تعلق ہے وہی amendments جو پچھلی گورنمنٹ نے کی تھیں انہی کو دوبارہ ہم enact کر رہے ہیں۔ جہاں تک اس پالیسی کا تعلق ہے کہ banks کو de-nationalize کیا جائے اس کے بارے میں کوئی اصولی اختلاف نہیں ہے صرف دائرہ کار جو انہوں نے دیا تھا اسے مزید واضح کر کے اس میں Management کی transfer کا provision ڈال رہے ہیں۔ ایک موشن پر کہ گورنمنٹ کی بینکنگ پالیسی پر dicussion کی جائے اس پر اسی سیشن میں کافی تفصیل سے بحث ہو چکی ہے کہ nationalization صحیح پالیسی ہے یا نہیں اور اس میں زیادہ ترممبران نے یہ کہا پالیسی تو بہت ضروری ہے کیونکہ nationalize بینکوں میں بہت خرابیاں ہیں۔ ہمارا انڈسٹریل عمل صحیح نہیں چلا جو value added industry ہے اس میں investment نہیں ہوئی political pressure lending پر زیادہ ہے political pressure appointments and recruitments میں زیادہ ہے جس کی وجہ سے بینکوں کی سروس یا کارگزاری جو ہے وہ deteriorate کرگئی ہے لیکن یہ باتیں ضرور کی گئیں کہ جس طریقے سے اس پالیسی پر عمل ہو رہا ہے اصلاح کی گنجائش ہے ظاہر ہے اس کا ایکٹ سے تعلق نہیں ہے لیکن ان تجاویز کا ہم نے بڑی غور سے نوٹس لیا ہےاور انشاء اللہ آج بعد دوپہر ہم نے جو پارلیمنٹ کے ممبروں کے لئے جو briefing رکھی ہے اس میں تفصیل سے بتائیں گے کہ اس پر جو عمل درآمد ہے اس کو ہم کس طریقے سے بہتر کر رہے ہیں اور جو مزید تجاویز آئیں گی ان کو بھی زیر غور لائیں گے لیکن جہاں تک enabling law کا تعلق ہے وہ تو ضروری ہے چاہے ایک بینک privatize کریں چاہے دو کریں چاہے تین کریں اس کے لئے enabling law پیش کرنا ضروری ہے اس لئے میں سینٹ سے گزارش کروں گا کہ وہ اس لاء کو منظور کرے۔ کیونکہ یہ

آرڈیننس جو ہے اس کی life دسمبر کے آخر میں ختم ہو رہی ہے اور اسکے بعد ایک قانونی خلاء پیدا ہو گا ان دو بینکوں کے لئے جو ہم پہلے ہی transfer کر چکے ہیں ایک مسلم کمرشل بینک اور ایک الائیڈ بینک۔ چونکہ یہ نیشنل اسمبلی سے بھی پاس ہو چکا ہے اس پر اس ہاؤس میں بڑی تفصیل سے بحث ہو چکی ہے اس لئے میں گزارش کروں گا کہ اس کو پاس کیا جائے۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ! So, before I start the discussion on the Bill there is an amendment in the name of Syed Iqbal Haider جی amendment move کریں۔

Syed Iqbal Haider: Sir, the amendment is:-

That the Banks Nationalization (Third Amendment) Bill, 1991, as passed by the National Assembly, be referred to the Standing Committee concerned".

Mr. Chairman: It has been moved that the Banks Nationalization (Third Amendment) Bill, 1991, as passed by the National Assembly, be referred to the Standing Committee.

(The motion was negatived)

Mr. Chairman: The amendment stands rejected. Who wants to speak on this?

Syed Iqbal Haider: I want to start on this.

Mr. Chairman: There is also an amendment in the name of Syed Abdullah Shah which I think should be circulated for the purpose of eliciting public opinion and because he is not present so that amendment stands dropped. Yes, who wants to say something on it? Yes, Syed Iqbal Haider.

سید اقبال حیدر۔ وہ گفتگو شاید مکمل نہیں ہو پائے گی۔

جناب چیئرمین۔ بہرحال جتنی بات ہو سکے وہ ہو اس طرح وقت کا تو صحیح مصرف ہو

Syed Iqbal Haider: Mr. Chairman, because Banking De-nationalization Bill is a very very serious piece of legislation of utmost importance. Because it has so many aspects and the consequences of this form of de-nationalization will give rise to so many crises and chaos and problems that I need your kind indulgence to allow me to speak on this national issue. It is not the question of politics sir, it is the question of economy of the country.

جناب چیئرمین۔ اسی لئے تو میں آپ کو موقع دے رہا ہوں۔

سید اقبال حیدر۔ لیکن میری بات تحمل سے سنیئے۔

جناب چیئرمین۔ میں موقع تو دے رہا ہوں' آپ نے پانچ منٹ تو اسی طرح صرف کر دیئے ہیں۔

Syed Iqbal Haider: Sir, the disinvestment programme launched by this present Government was advertised in all the newspapers and it contains the terms and conditions of the dis-investment and this is the point I will start from, the advertisement reads sir, that the Federal Government, the Privatization Commission Government of Pakistan invites interested individuals for five banks, United Bank Limited, Habib Bank Limited, National Bank of Pakistan, Industrial Development Bank of Pakistan, National Development Finance Coporation, out of which I am informed that perhaps Federal Government decided not to privatize the National Bank of Pakistan. So, instead of five we are left with four major financial institutions which are to be privatized out of the four Mr. Chairman, the two, Industrial Development Bank of Pakistan and National Development Finance Corporation happen to be statutory bodies which were incorporated and estab lished under a specific statute in 1961 for IDBP and I would draw your kind

attention to that Ordinance, the Industrial Development Bank Ordinance 1961 under which Federal Government had established IDBP.

Mr. Sartaj Aziz: Mr. Chairman, the point raised by the member is valid and we will obviously take account of all the legal implications. He is discussing the actual implementation of the legislation that is before us, whether we do one, whether we do three, how we do it, that is no the purpose. The purpose is, that does the Government need the enabling powers to privatize, one or two or three banks or not and once it is done in an appropriate form, the manner in which the policy is implemented can be brought about and he can move a motion on that subject and I myself will explain how we are going to deal with the legal issues involved. Right now, I think, he should confine himself to the purpose of the Bill.

Syed Iqbal Haider: No, I am talking of the very purpose of the Bill. Sir, my honourable Minister has misconstrued my intention, my intention is not to involve this House in the legal intricacies, whether this can be de-nationalized or not, the reason I am referring that the Federal Government had deemed it fit and necessary to make a financial institution through a law for the purposes and objects in which the private sector is not involving in its banking business. In 1961, there was no nationalization of any bank. All the private banks were free to work but still the Government of Pakistan felt the need for banking institutions as a statutory body, that is the point I want to make, that private banks were not serving certain sectors which needed financial help, therefore Federal Goveernment considered it necessary. Now, after the nationalization again you are going to privatize. This argument applies to both IDBP and NDFC. The NDFC is also a

statutory body. In 1974 the NDFC Act has been passed and the basic object of that Act was that there was certain sphere of financial activities in which private sector was not interested at all and that is why those needs of the country were to be fulfilled by these statutory bodies. There is no such guarantee that those matters and those fields of financing will be provided by the private sector, certainly not because private sector's motivation is purely in the profit and they will indulge in every field where they will earn maximum profit which is justified. I cannot condemn them because they are not the social welfare organizations so that is one major point that I wanted to draw that with the privatization of the new bank are we not going to create the same vaccum which was felt during the Government of Mr. Ayub Khan which necessitated legislation in this fashion and also this is not the only thing, PICIC was also one of them, thank God, they have not laid their hand on PICIC yet........

Note it Sartaj Sahib, I am not critical, I just want to draw your kind attention.

Mr. Chairman: This Bill does not deal with the DFIs, I only want to point out Mr. Chairman, that this deals only with commercial institution. This law permits us to de-nationalize commercial not the development financial institutions, IDBP, PICIC, NDFC.

جناب چیئرمین۔ کمرشل اداروں کو نہیں، کیا اس کا کوئی علیحدہ طریقہ ہے۔

جناب سرتاج عزیز۔ جناب وہ علیحدہ ہیں، ان کا اس بل کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان کے لئے علیحدہ قوانین ہیں۔

So, this legislation, that he is talking about, does not come within the perview....

(مداخلت)

Syed Iqbal Haider: Your advertisement say so, I am only referring to your own advertisement in the same breath.

(Interruption)

Syed Iqbal Haider: For that I will refer to the definition of the Banks which includes DFIs, Sir.

جناب چیئرمین۔ یہ دیکھیں، کہاں پر ہیں۔

سید اقبال حیدر۔ میں دیکھتا ہوں جی۔

جناب چیئرمین۔ یہ nationalization کی تعریف ایکٹ میں ہے۔

Syed Iqbal Haider: Bank's Nationalization Act 1974.

جناب چیئرمین۔ یعنی obviously 74 میں اس ایکٹ کے تحت جو بینک nationalize ہوئے ہیں، اسی کو cover کرتا ہو گا۔

سید اقبال حیدر۔ اس میں، میں نے DFIs کا بھی پڑھا تھا۔ اس لئے میں اسے refer کرنا چاہ رہا ہوں۔

Mr. Sartaj Aziz: That was for the purpose of bringing them under the perview of the Banking Council, they are not covered by this law.

Syed Iqbal Haider: You have corrected me Sir.

لیکن جب DFIs کا جب یہاں پر reference ہے اور اس ایکٹ میں بھی reference ہے۔

Mr. Sartaj Aziz: By the way PICIC is also a private institution.

سید اقبال حیدر۔ میں اسی پر بات کر رہا ہوں کہ جب advertisement جو ہے یہ چار بینک کے بارے میں ہے تو اس میں دو statutory bodies ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ جو advertisement ہے اس میں آئی ڈی بی پی کا ذکر ہے۔

Syed Iqbal Haider: Of course, very widely, very widely Sir, the date is 30th of November and the honourable Finance Minister is admitting that no law has been made yet or no Bill has been moved yet to authorize de-nationalization of IDBP or NDFC, that means that this intention is without any lawful authority, to say the least.

Mr.Chairman: We will look into this when that problem comes.

سید اقبال حیدر۔ بالکل ٹھیک ہے جناب' اب جناب آگے بڑھیئے۔

Mr.Chairman: We will look into that when that problem comes.

Syed Iqbal Haider: The next point is the qualification of bidders. These are the most interesting points. My objection to this is that though tall claims and high standards are attempted to have been mentioned some of them as the conditions and qualifications of the bidder. But these conditions and qualifications do not find place in the Bill itself. Consequently what it is left as an administrative order and a not as a statutory condition. So, tomorrow if there is any violation of this condition tomorrow if I find any bidder not qualifying these conditions I do not have a legal remedy because it does not enjoy the protection of the statute itself which gives me reason to believe that to avoid the criticism against this privatization they have though mentioned these terms and coditions in the advertisement but if the government so chooses which it has last para is that the Government may in its absolute discretion accept or reject any Bill which negates that earlier condition irrespective of the fact whether the earlier conditions are fulfilled or not the Government has retained the absolute discretion in its hands to abide by their conditions or not that cannot be questioned

So, my contention is Sir, that of the Government has bonafide intentions,

if the Government really was interested to ensure some kind of protection, or provide some kind of criterian for the bidder that in all fairness these conditions should have been part of the Bill itself which should have provided that the privatization can only be made in favour of the persons who are so qualified. There are qualifications provided in the Bill, I will come on that later. But these conditions which are stated are not provided in the Bill it self.It says:-

> "it defines the family members of the Directors and also mentioned about the family members but do not include the brothers and it is confined to son, wife and daughter."

Whereas most of the financial scandals as exposed in the recent past, Sir, the important or the talented brothers and cousins figure very prominently in those scandals.

جناب چیئرمین۔ یہ فیملی ممبر وہاں define کیا گیا ہے۔

سید اقبال حیدر۔ ایک جگہ ہے اس میں، میں آپ کو جاتا ہوں

"not more than 50 per cent of the sponsoring Directors should not be....."

جناب چیئرمین۔یہ کہاں پر ہے؟

Syed Iqbal Haider: Sir, it is (e) in the advertisement.

سر یہ آپ کے پاس نہیں ہو گا یہ advertisement ہے۔

جناب چیئرمین۔ اچھا advertisement ہے۔

سید اقبال حیدر۔ ہاں میرے پاس ایک extra کاپی ہے۔ I do have an extra copy. میں تین دن سے اس بل پر لگا ہوا ہوں بہت کاغذات ہیں میں ابھی آپ کو فوٹو کاپی دیتا ہوں۔ بہرحال، فیملی ممبر کی definition ہے۔

> "more than fifty per cent of the sponsoring member should not be from the same family."

And the family is defined as i.e., husband, wife and their children. My humble submission is this that itself is not a comprehensive or complete definition that means the brothers and cousins are free to be part and parcel and they will not be treated as fifty per cent. And it will give rise to the issues of monopoly Sir, that the entire bank can be owned not by fifty percent, but by hundred per cent members of the same family if brothers and cousins are included in that family. So, that is basically a deception against the very purpose of the Bill.

Then, Sir, if moves on that the sponsoring Directors should subscribe at least four per cent of the amount of the bid. Now, the sponsoring Directors will be the Directors who will constitute the future Board of Management of the Bank itself. It means if the sporsoring Directors will only hold four per cent of the share and they will be controlling the fate and the finances of the hundred per cent share holdings as against their own personal risk will be confined to four per cent only.

So, if the bank goes bankrupt their risk at stake in the bank is not more than four per cent which gives me a frightening thought that what will happen when the bank is not run properly or is not managed in a profitable manner, their stake is as low as four per cent, that is one of the main objections I have. You are giving hundred per cent share holding as against four per cent. Then, Sir, the advertisement goes- the following would be ineligible to apply.

Clause (4) Sir. Trust foundation or public sector corporation that excludes the Government owned corporation. Any sponsoring Director or Directors who have already have a financial interest in a bank or an investment bank, since brothers and others are not included, therefore, one brother will be in

one bank another brother will be in an other bank. One point more to it. What about their misconduct of affairs of the already owned bank. What about the evasion of taxes what about the convictions on other accounts, what about the basic financial frauds have been committed under No. 1, in 1986 under the Financing Companies, Sir. Financing Companies episode is very well known to you Sir, still millions of people particularly in my province of Sindh have not received their due investment from the financing companies which was exposed in 1985. August 1990 exposed the biggest scandal of the Cooperative Society and again millions of people were deprived of their billions of rupees investment made in the cooperative societies. Now there is no reference of these cooperative societies. There is no reference of these financing companies. There is no reference of his being convicted either in the textile quota. I know one party which had applied for a private bank and has been granted a private bank, Sir, who had indulged in abusing the export quota fixed for textile and he was convicted and he was fined but he was still given that, that quota system is a separate, you get an extra allowance from the Government, if you achieve certain targets of export that was intended to promote export of textile which that party indulge into misleading and misrepresentation and through jugglery of figures he try to show a higher figure of export and earned a reward from the Federal Government in terms of money and for further export that if I do achieve 90 per cent last year only then I will receive 90 per cent quota next year.

I would not burden you with that but the fact is that he was convicted for an offence for acquiring extra benefit through hoodwinking the Government and through cutting the corners for the law. And there is no mention, if anybody has been convicted for a fraud, misappropriation or has been associated with

such corrupt or fraudulent cooperative societies or the financing companies So he is free to take part into a new bank.

Next is Sir, and the interesting point is Sir, clause (6) of the advertisemtent. Bids of the parties which are qualified on the basis of para 3 only. It may be noted Sir, that the para 4 has been excluded from this Mr. Finance Minister on one hand you say the following would be....

(Interruption)

Syed Abdullah Shah: Above shall be considered by the Privatization Commission but the para 4 shold have been there which provides for the disqualification.

جناب چیئرمین۔ نہیں وہ تو کر ہی نہیں سکتے۔ They are non-qualified but وہ تین میں دیا ہوا ہے کہ مثلاً جو آپ نے point out کیا whether a person qualifies or not کہ وہ ریکارڈ ٹھیک ہے نہیں ہے۔

Syed Iqbal Haider: Now, Security of service to the employees which is one of the main criteria and a point of concern for all of us that has been guaranteed only for one year Sir, which is far too short a period and on this point Sir, I will go one more point further that Government had indulged in privatisation, I am conscious of the fact that Government had made a tripartite agreement also to provide some sort of protection........

جناب چیئرمین۔ ڈیڑھ بج گیا ہے اور آج میرا خیال ہے کوئی میٹنگ بھی ہے ڈیڑھ بجے--------

سید اقبال حیدر۔ جی ہاں سر۔

جناب چیئرمین۔ تو پھر کل پر رکھتے ہیں۔

Syed Iqbal Haider: Right.

Mr. Chairman: O.K.

Syed Iqbal Haider: But will be after the Illicit Arms Act Sir.

جناب چیئرمین۔ یہ اب کل دیکھیں گے۔

سید اقبال حیدر ۔ جیسے آپ کہیں لیکن میری Adjournment Motion on public hanging جناب ضرور آنے اس کو یہ view نہ کروائیں۔

جناب چیئرمین۔ آج ایجنڈے میں تھا۔

سید اقبال حیدر۔ آج تھا جناب۔

جناب چیئرمین۔ تو کل آجائے گا۔

سید اقبال حیدر۔ اور جناب ایک تحریک استحقاق بھی ہے۔

جناب چیئرمین۔ آپ دیکھیں اس دن آپ کہہ رہے تھے کہ آج ہونے والی ہے کوئی بھی نہیں ہوئی۔

سید اقبال حیدر۔ نہیں جناب ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین۔ نہیں کوئی نہیں ہو رہی۔

The House is adjourned to meet again tomorrow i.e., 14th of November at 10.00 A.M.

[The House then adjourned to meet again at ten of the clock in the morning on thursday, 14, 1991].

PCPPI—3260(97)Senate—20-1-97—180